بسلسلۂ اشاعت معلومات دین

رسالہ

روزہ کے سب احکام و مسائل

مسجدوں میں نمازیوں کو سناؤ اور بچوں کو بطور سبق کے پڑھاؤ

از حسن نظامی دہلوی و جناب مولینا عبدالرحیم صاحب مفتی اعظم اور

کارکن حلقۂ مشائخ و نظامیہ تبلیغ دہلی

نے

رمضان ۱۳۴۴ھ میں شائع کیا

مارچ سنہ ۱۹۲۶ عیسوی

مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

قیمت ۸/

(تعداد اشاعت تین ہزار ۳۰۰۰)

بچوں کی تعلیم کیلئے

پہلا حصہ
آسان قاعدہ

یہ باتصویر خوبصورت رسالہ اُردو عبارت اور قرآن شریف کی عربی عبارت سکھانے کی کنجی ہے۔ بچے خوشی خوشی پڑھتے ہیں، اور یہ قاعدہ پڑھتے ہی پھر بچہ کو قرآن شریف اور عربی عبارت پڑھنی آجاتی ہے۔ **قیمت** ۸ر

دوسرا حصہ
تعلیم القرآن

اس میں تمام قرآن شریف کے ضروری مضامین کا خلاصہ ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور ہر قسم کے ضروری احکام اسلام کی آیات باب قائم کرکے ایک جگہ جمع کیگئی ہیں اور ان کا اُردو مطلب بھی لکھا گیا ہے۔ جن کو یاد کرنے کے بعد بچے قرآن شریف کے تمام ضروری مضامین کے حافظ ہو جاتے ہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف دو مہینے میں یاد کیا جا سکتا ہے۔ بڑی عمر والے بھی اس کو یاد کرتے ہیں جن کو وعظ و لیکچر میں قرآنی آیات پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے یا وہ لوگ جو ایک مضمون کی بہت سی آیات ایک جگہ دیکھنی چاہتے ہیں وہ بھی اس رسالہ کو یاد کر لیتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ تمام قرآن کے حافظ ہیں اور مطلب بھی نہایت آسان اور زبان میں لکھا گیا ہے۔ **قیمت** ۸ر

تیسرا حصہ
اُردو سبق

یہ باتصویر رسالہ تو اس قدر دلچسپ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اسکی تصویریں اور اسکے ہنسانے اور خوش کرنیوالے مضامین دیکھکر باغ باغ ہو جاتے ہیں اور خوب دل لگا کر پڑھتے ہیں۔ **قیمت** ۸ر

یا معین　　　　ہو الکل　　　　۷۸۶

روزہ کے سب
احکام و مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظامیہ تبلیغ کے دہلوی مرکز کی طرف سے نماز کے چھوٹے چھوٹے رسالے تاکید نماز اور ترکیب نماز شایع ہو چکے ہیں۔ اور ایک بڑی کتاب بھی شایع ہونے والی ہے جس کا نام نماز کے سب احکام و مسائل تجویز کیا گیا ہے۔ اور جو آٹھ سو صفحہ کی کتاب ہے۔

نماز کے بعد چونکہ روزہ کا درجہ ہے اور روزہ بھی نماز کی طرح ایک رکن اسلام ہے اس واسطے روزہ کے سب احکام و مسائل کی یہ کتاب شایع کی جاتی ہے اس کے شروع میں رسالہ درویش دہلی سے میرا وہ خطبہ نقل کیا گیا ہے جو میں نے اردو زبان میں روزہ کی نسبت لکھا تھا۔ کیونکہ میں جمعہ کے دن پڑھنے کے لیئے اردو زبان میں خطبے شائع کیا کرتا ہوں اور رمضان کے دو خطبے میں نے لکھے تھے۔ ایک میں احکام و فضائل رمضان کے ہیں۔ دوسرے میں روزہ کے مسائل کی تفصیل ہے

مگر یہ دونو چیزیں بہت مختصر ہیں اس لئے میری خواہش تھی کہ روزہ کے مسائل

واحکام ذرا تفصیل سے بیان کئے جائیں تاکہ مسلمان عورتوں اور مردوں کو روزہ کے مسائل اچھی طرح معلوم ہو جائیں

میں اسی خیال میں تھا کہ جناب مولانا عبدالرحیم صاحب دہلوی مفتی اعظم ریاست اودر نے مجھکو اپنا لکھا ہوا ایک قلمی رسالہ روزہ کے مسائل کی نسبت دکھایا۔ اور اس کو میں نے بہت مکمل اور جامع پایا۔ جس میں روزہ کے سب احکام و مسائل موجود ہیں۔ اور ان باتوں کا ذکر بھی آگیا ہے جو میں نے اپنے خطبوں میں لکھے ہیں۔

آج شعبان ۱۳۴۴ھ کی ۸ تاریخ ہو گئی ہے اور میں یہ رسالہ رمضان تک تقسیم کرا دینا چاہتا ہوں اس واسطے میں نے اپنے خطبے اور جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کا رسالہ یکجا کر کے شایع کر دیا۔ تاکہ رمضان میں مسلمان بھائیوں اور مسلمان بہنوں کو اس سے فائدہ ہو۔

نماز کی جس بڑی کتاب کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے وہ بھی جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ اور اردو زبان میں آجتک ایسی کوئی مکمل کتاب مسائل واحکام نماز کی نسبت کسی جگہ شایع نہیں ہوئی۔

میرے خطبوں میں جن فضائل اور مسائل صیام کا ذکر آگیا ہے مولانا عبدالرحیم صاحب کے اس رسالہ میں بھی ان کا بیان ہے۔ مگر ناظرین کو اس مکرر بیان سے کچھ نقصان نہیں ہوگا بلکہ فائدہ ہی ہوگا اس واسطے میں نے مکررات کو خارج کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وقت کم ہے۔

حسن نظامی

آمد رمضان کا تبلیغی خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْقُرْاٰن وکلم بالقرآن وقال کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبدہٖ ورسولہ محمدن الذی صلی وقام وصام۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو معلوم ہو کہ رمضان شریف قریب آیا۔ شعبان ختم ہونے والا ہے، رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، اور جس کے روزے ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہوئے اور جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں جیسا کہ اِن لوگوں پر فرض تھے، جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ روزے کا وجود ہر قوم اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام ایام بیض کے یعنی ہر قمری مہینہ کی تیرھویں چودھویں پندرھویں کے روزے رکھتے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر توریت کتاب لینے کے واسطے گئے تو چالیس دن کے روزے رکھے تھے جسکا ذکر توریت کے چونتیسویں باب میں ہے۔ اور حضرت دانیال علیہ السلام نبی نے تین ہفتہ کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر دانیال کے دسویں باب میں ہے او حضرت الیاس علیہ السلام نے چالیس دن کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر توریت میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح نے بیابان میں چالیس روزے رکھے جس کا ذکر متی اور لوقا کی انجیلوں میں ہے۔

ہندو دھرم میں بھی منوجی نے روزے کا حکم دیا ہے اور اس کو وہ برت

کے نام سے پکارتے ہیں، رامائن سے معلوم ہوتا ہے کہ رام چندر جی بھی روزے رکھتے تھے اور مہابھارت سے ثابت ہوتا ہے کہ راجہ یدہشٹر اور اُن کے سب بھائی بھی روزے رکھتے تھے۔ اسی طرح مصر وغیرہ کی اقوام بھی روزے رکھتی تھیں

اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کو قرآن مجید میں روزے کا حکم دیا تو اُس کے ساتھ ہی تسلی بھی دی اور یہ فرمایا کہ ایاما معدودات تم روزے رکھنے سے گھبراؤ نہیں روزے تو گنتی کے چند دن کے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اللہ تعالیٰ تم کو آسانی دینا چاہتا ہے اور مشکلات میں ڈالنا نہیں چاہتا اور یہ بھی فرمایا کہ وان تصوموا خیر الکم ان کنتم تعلمون اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے واسطے اچھا ہوگا بشرطیکہ تم کو روزے کی خوبیوں کو سمجھنے کی عقل بھی ہو۔

اے مسلمانو جس طرح تمہارا جسم غذا سے پرورش پاتا ہے اسی طرح تمہاری روح روزے سے مسرور ہوتی ہے اور روزہ تمہارے اندر روحانی قوتیں بڑھاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا دخل الرمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین یعنی جب رمضان شریف آتا ہے تو جنت اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں سے باندھ دیئے جاتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من صام شھر رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ یعنی جو شخص ایمان اور طلب ثواب کے لئے روزہ رکھتا ہے اس کے تمام گزشتہ گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا کہ بندہ کا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دونگا۔ کہ روزہ دار میری ہی خاطر اپنی خواہشات کو اور کھانے پینے کو ترک کر دیتا ہے اور بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک اور روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص روزہ رکھے تو اس کو چاہیئے کہ کوئی بُری بات زبان سے نہ نکالے اور نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے اور اگر کوئی دوسرا اس کو بُرا کہے یا اس سے لڑے تو روزہ دار کو چاہیئے کہ اس شخص سے کہدے کہ میں روزہ دار ہوں یعنی میں تم سے لڑجھگڑ نہیں سکتا کیونکہ اپنے نفس سے لڑنے میں مصروف ہوں اور بخاری شریف میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس کسی نے روزہ رکھا مگر جھوٹ کو ترک نہ کیا اور جہالت کی باتوں سے پرہیز نہ کیا، تو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔

بھائیو! آجکل دو قسم کے مسلمان ہیں ایک تو وہ ہیں جو روزے رکھتے ہی نہیں اور ایک وہ ہیں جو روزہ رکھتے تو ہیں مگر روزہ کے آداب سے واقف نہیں ہیں روزہ منہ میں ہے اور جھوٹ بولتے ہیں گالیاں بکتے ہیں اور بات بات میں لوگوں سے لڑائی جھگڑے کرتے ہیں۔ یہانتک کہ ایک محاورہ ہو گیا ہے کہ فلاں صاحب کا روزہ اچھل رہا ہے یعنی انہوں نے آج چونکہ روزہ رکھا ہے اس واسطے لوگوں سے لڑتے پھرتے ہیں۔ مقبول روزہ دار وہ ہے جو روزہ کی حالت میں نہ جھوٹ بولے نہ کسی کا گلہ شکوہ کرے نہ کسی کی غیبت کرے نہ گالیاں بکے نہ جھوٹی قسمیں کھائے نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے بلکہ نہایت نرمی اور خندہ پیشانی کے ساتھ سب لوگوں سے معاملات میں مصروف رہے اور کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ان میاں کو اس واسطے غصہ آرہا ہے کہ آج یہ روزہ سے ہیں۔

خصوصاً عورتوں کو سب سے زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ وہ روزہ رکھنے میں مردوں سے زیادہ مضبوط اور جفاکش ہوتی ہیں۔ مگر مردوں سے زیادہ لڑائی جھگڑے اور سخت کلامیوں کی ان کو عادت ہوتی ہے۔ اس لئے عورتوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر وہ روزہ میں بدمزاجیاں کریں گی اور کسی کو پیٹھ پیچھے برا کہیں گی اور لڑائی جھگڑے مول لیں گی تو ان کے روزے کا ثواب جاتا رہے گا اور ان کا روزہ محض فاقہ رہجائیگا۔ جس طرح روزے میں کھانا اور پینا جائز نہیں ہے اسی طرح جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا اور دوسروں پر غصہ کرنا اور لڑنا جھگڑنا بھی ناجائز ہے اکثر گھروں میں عورتیں روزہ رکھکر اپنے شوہر سے اور گھر کے مردوں سے لڑتی جھگڑتی ہیں اور بعض مرد بھی روزہ رکھکر اپنی عورتوں کو گالیاں دیتے ہیں اور سخت کلامی سے پیش آتے ہیں، یاد رکھو کہ ایسے لوگوں کے روزے ان کے منہ پر مارے جائینگے اور کوئی ثواب ایسے روزوں کا ان کو نہ ہوگا۔

اور جو لوگ روزہ رکھتے ہی نہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے گنہ گار ہیں، روزہ ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب، عورت ہو یا مرد۔ فقط بیماروں اور مسافروں کو روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے یا ایسے بوڑھے عورت مرد جن میں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہو نہ روزہ کی قضا پوری کرنے کی امید ہو وہ ہر روزہ کے عوض فدیہ دیسکتے ہیں۔

جو لوگ روزہ سے بھاگتے ہیں اُن کو روزہ کی خوبیاں معلوم نہیں ہیں اور دن بھر کی معمولی بھوک پیاس کی تکلیف سے گھبرا کر بزدل بن جاتے ہیں، بہادر اور دلیر مسلمان وہی ہے جو سال بھر میں ایک مہینہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بھوک پیاس اور خواہشات نفسانی میں صبر کرنے کا امتحان دے روزہ انسان کے اندر ایک ایسی جرأت اور مضبوطی پیدا کر دیتا ہے جو ہر انسان کی مردانہ شان کے لئے ضروری ہے

روزے سال بھر میں صرف ایک مہینہ کیلئے آتے ہیں انسان کو اس عارضی اور چند روزہ امتحان میں ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ تاکہ تمام سال ہر کام میں اس کی جسمانی مستعدی قائم و برقرار رہے جو لوگ روزہ میں ثابت قدم نہیں ہوتے اُن کے ہر دنیاوی کام میں کمزوری اور کم ہمتی پائی جاتی ہے۔

طبی لحاظ سے بھی روزہ نہایت مفید چیز ہے جسطرح جلاب لینے سے معدہ اور جسم کی تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں، اسی طرح سے روزہ بھی انسانی جسم کی تمام خرابیوں کو درست کر دیتا ہے اور دوا کے بغیر بہت سے امراض محض روزہ کیوجہ سے دور ہو جاتے ہیں اسواسطے روزہ ضرور رکھنا چاہیئے

بظاہر روزہ تکلیف کی چیز معلوم ہوتا ہے، لیکن اس کو شروع کر کے دیکھو پہلے پہلے تکلیف معلوم ہوگی اس کے بعد ایک ایسی کیفیت اور سچی خوشی روزہ سے حاصل ہوگی جس کی مثال دنیا کی اور کسی خوشی میں نہیں پائی جاتی حدیث شریف میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ روزہ دار کو دو فرحتیں حاصل ہوتی ہیں ایک روزہ افطار کرنے کے وقت اور دوسری اُس وقت جب قیامت کے دن روزہ دار اپنے روزہ کا انعام پروردگار سے حاصل کرے گا۔

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دن بھر کی شدید بھوک پیاس کے بعد جب انسان روزہ افطار کرتا ہے تو اُس وقت کی فرحت و خوشی دنیا کی تمام بڑی بڑی خوشیوں سے بھی بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

جو لوگ روزہ نہیں رکھتے ہیں اُن کو روزہ کے افطار کے وقت دوسروں کی خوشیاں دیکھکر حسرت و ندامت بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے جتنی فرحت روزہ دار کو افطار سے ہوتی ہے۔ روزہ خور کا دل اور ضمیر اندر ہی اندر پشیمان ہوتا ہے۔ شرماتا ہے۔ اور ندامت کے دریا میں غوطے کھاتا ہے اور اس کی تکلیف دن بھر

کی بھوک پیاس سے کئی حصہ زیادہ ہوجاتی ہے اگر وہ روزہ رکھ لیتا تو افطار کے وقت اُس کو بھی ایسی ہی خوشی ہوتی جیسی روزہ داروں کو ہے اور اُس کو اپنے ضمیر کے سامنے اتنا شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔

پس سنو اے بھائیو اور اے بہنو! رمضان شریف کے استقبال کی تیاریاں شروع کردو اور پختہ ارادہ کرلو کہ آنے والے رمضان میں روزہ قضا نہ کروگے اور روزہ رکھوگے تو جھوٹ نہ بولوگے گالیاں نہ بکوگے غیبت نہ کروگے دغابازی اور ہر قسم کی لڑائی جھگڑوں سے محفوظ رہوگے۔

مسلمانو! جہاں اللہ تعالیٰ تم کو روزہ کا حکم دیتا ہے وہیں یہ بھی حکم دیتا ہے کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو بہت سی عورتیں اپنے نابالغ بچوں کو محض دنیا کے نام نمود کے لئے اور شادی رچانے کیلئے روزے رکھوا دیتی ہیں۔ اور ہر سال بعض بچے روزے کی تکلیف سے مرجاتے ہیں یا سخت بیمار ہوجاتے ہیں اس واسطے عورتوں کو زیادہ کمزور یا بیمار یا نابالغ بچوں کو ہرگز ہرگز روزے نہ رکھوانے چاہئیں ورنہ انکو سخت گناہ ہوگا اور بچوں کا خون بھی اُن کی گردن پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے نابالغ بچوں پر روزہ فرض نہیں کیا ہے جب تک بچے بالغ نہ ہوجائیں ان کو روزہ نہ رکھوانا چاہیئے ایسے ہی بعض عورتیں سخت بیماری کی حالت میں بھی روزے رکھتی ہیں اور بعض اوقات روزہ سے اُن کا مرض اتنا بڑھ جاتا ہے کہ وہ مرجاتی ہیں یا مدت تک تندرست نہیں ہوتیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بیماری کی حالت میں روزہ رکھنا سخت گناہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے بیماروں کو روزہ قضا کرنے کی اجازت دیدی ہے تو روزہ ہرگز نہ رکھنا چاہیئے ورنہ خدا کے انعام کی نافرمانی کا گناہ ہوگا ایسے ہی بعض مرد بھی سخت بیماریوں کی حالت میں روزہ قضا نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے مرجاتے ہیں، یا ان کی بیماریاں بڑھ جاتی ہیں، وہ بھی اللہ کے گنہگار ہیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے سفر کی حالت میں روزہ قضا کرنے کی اجازت دیدی ہے اس واسطے وہ لوگ جو سخت مصیبت کی سافرت میں روزے رکھکر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں وہ بھی خدا کے گنہگار بنتے ہیں بھائیو روزہ رکھو مگر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور ایسا روزہ رکھو جو تمہارے دلوں کو اور تمہاری زبانوں کو جھوٹ نحش گوئی غیبت اور کینہ وعناد سے پاک کردے اور دعا کرو کہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

رمضان کا دوسرا تبلیغی خطبہ

الحمد للہ الذی اعطانا شہر رمضان۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد رسول العرب والعجم والخیر والشر والایمان والجنان۔

اما بعد سنو بھائی مسلمانو! رمضان وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا پکارنے والا پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے نیکیوں کے طلبگارو آگے بڑھو۔ اور اے برائیوں کے گرفتارو پیچھے ہٹو۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں شیاطین نیک فضا اور نیک خیالات کے طوق و زنجیر میں قید کردیئے جاتے ہیں

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر رکھوایا اور اس پر چڑھے جب پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر دوسری سیڑھی پر چڑھے تب بھی آمین آمین فرمایا۔ حاضرین نے اس کی وجہ پوچھی رسول اللہ نے جواب دیا کہ جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا تو جبرئیل میرے سامنے آئے اور کہا کہ اے محمد جس نے رمضان مبارک میں بھی اپنے گناہوں سے توبہ نہ کی تو خدا کی رحمت سے اس کو ہمیشہ دوری ہو جائے اس پر میں نے کہا آمین پھر میں نے دوسری

سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرئیل نے کہا کہ جس شخص کو والدین کی زندگی میسر آئی اور اُس نے اُنکی خدمت و اطاعت کر کے جنت میں اپنا گھر نہ بنایا وہ بھی خدا کرے رحمت الہی سے محروم ہو جائے۔ میں نے کہا آمین۔

غرض یہ ماہ مبارک اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس شخص کو یہ مہینہ نصیب ہو خدا کا شکر کرے اور اس مہینہ کی برکتوں کو حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو جائے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے تھے مگر سب سے زیادہ پیارے حضرۃ یوسف علیہ السلام تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بارہ مہینوں میں رمضان کا مہینہ سب سے زیادہ پیارا ہے اور اس میں توبہ کرنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضرۃ یوسف علیہ السلام کی دعا کرنے سے سب بھائیوں کا گناہ معاف ہو گیا تھا۔

بھائیو! بہت سے مسلمان رمضان کے مسائل سے واقف نہیں ہوتے ہیں اُن کو بتاؤ اور سمجھاؤ کہ رمضان کا چاند دیکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جب شعبان کے ۲۹ دن گذر جائیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ بعد مغرب چاند دیکھنے کی کوشش کریں، اگر دکھائی دے تو صبح سے روزہ رکھیں اور اگر کسی کو نہ دکھائی دے تو روزہ نہ رکھیں۔

چاند نہ ہونے کی صورت میں تیسویں تاریخ کو کسی قسم کا روزہ رکھنا خواہ وہ نفلی ہو، یا رمضان کی قضا ہو، یا نذر کا ہو، یا کفارہ کا ہو سب مکروہ ہیں۔

اگر بوجہ گرد وغبار یا ابر کے مطلع صاف نہ ہو اور چاند دکھائی نہ دے، تو ایک دیندار پرہیزگار، معتبر مرد یا دیندار پرہیزگار عورت کی گواہی سے چاند کا ہونا تسلیم کر لیا جائیگا۔ لیکن ایک مرد یا ایک عورت کی گواہی سے روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ مگر عید کے

چاند میں یہ بات نہیں ہے۔ اس میں اگر مطلع پر گرد و غبار یا ابر ہو تو دو دیندار متقی مرد یا ایک مرد اور دو دیندار متقی عورتیں چاند دیکھنے کی گواہی دیں اس وقت چاند کا ہونا مانا جائے گا۔ ایک مرد کی گواہی یا صرف چار عورتوں کی گواہی کا اعتبار نہ ہوگا

اگر مطلع صاف ہو تو چاہے رمضان کا چاند ہو یا عید کا چاند ہو جب تک اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان نہ کریں کہ قاضی یا مفتی کا دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب لوگ جھوٹی بات بنا کر نہیں کہہ رہے ہیں اس وقت تک کسی کی بات کا اور گواہی کا یقین نہ کیا جائے گا۔ چاند دیکھنے والوں کی تعداد مقرر نہیں ہے کم سے کم اتنی تعداد ہونی چاہیئے کہ اتنے آدمیوں کے جھوٹ بولنے پر شبہ نہ کیا جا سکے۔

اگر کسی شخص نے رمضان کا چاند دیکھا لیکن اس کی گواہی کسی نے قبول نہ کی تو اس چاند دیکھنے والے پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ ایسا ہی اگر عید کا چاند صرف ایک ہی شخص نے دیکھا اور اس کی گواہی قبول نہیں کی گئی تب بھی اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے۔ اگر اس نے روزہ نہ رکھا، تو کفارہ دینا نہیں پڑے گا صرف قضا لازم آئے گی۔

چاند کے بڑے چھوٹے ہونے یا اونچا نیچا ہونے یا ہندوؤں کی دوج وغیرہ سے سند لینے کا شریعت میں کچھ اعتبار نہیں ہے، ایسے ہی چاند دیکھنے کی افواہوں پر یقین کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ خود دیکھنے والا اپنی عینی شہادت پیش نہ کرے، اور اس کی شہادت کو قاضی یا علما تسلیم نہ کرلیں۔

اگر کسی نیک اور دیندار آدمی نے رمضان کا چاند دیکھا تو اس پر لازم ہے کہ اسی رات قاضی یا مفتی کے پاس جا کر چاند دیکھنے کی گواہی دے خواہ وہ عورت ہو یا مرد اور اگر چاند دیکھنے والا ایسے گاؤں میں ہو جہاں حاکم و قاضی و مفتی موجود نہ ہو تو اس بستی کی مسجد میں جا کر مسلمانوں کے سامنے گواہی دینی چاہیئے اور مسلمانوں پر واجب ہوگا کہ اس کی بات پر اعتبار کر کے روزہ رکھ لیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔

یعنی الٰہی اس چاند کو ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کی حالت میں رکھ (اے چاند) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ پس مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی چاند دیکھنے کے بعد یہی دعا پڑھا کریں۔

رمضان شریف کے روزے اسلام کا تیسرا رکن ہیں، ہر بالغ عاقل تندرست مقیم پر ان کا رکھنا فرض ہے۔ جو شخص انکی فرضیت کا منکر ہو وہ کافر ہے اور جو بے عذر ترک کرے فاسق بے دین ہے۔

روزہ اللہ کے حکم کی تعمیل کی نیت سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عورتوں سے صحبت کرنے سے رُکا رہنے کو کہتے ہیں۔

روزہ تین قسم کا ہوتا ہے ایک فرض دوسرا واجب تیسرا نفل، فرض روزہ کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک کو معین کہتے ہیں یعنی جس کا وقت مقرر اور مخصوص ہو جیسا رمضان کا روزہ اور دوسرا غیر معین جس کا وقت مقرر نہ ہو جیسے رمضان کے قضا کا روزہ۔ یا کفارے کے روزے۔

واجب روزہ بھی دو قسم کا ہے ایک واجب معین جیسے کوئی شخص کسی مقررہ تاریخ میں روزہ کی نذر مانے دوسرا واجب غیر معین کہ بغیر کسی خاص دن کو مقرر کئے روزہ کی منت مانی جائے۔ مگر نفل روزہ ایک ہی قسم کا ہے۔

رمضان کے دنوں میں اگر صرف روزے کی نیت کرے یا روزہ فرض کی، یا روزہ نفل کی تو سب صورتوں میں روزہ رمضان ہی کا ہوگا اور اگر قضا یا کفارہ کے روزے کی نیت رمضان میں کر لی تو اگر نیت کرنے والا بیمار اور مسافر نہیں ہے تو یہ دونوں روزے رمضان ہی میں شمار ہوں گے قضا اور کفارہ میں اُن کا

شمار نہیں ہوگا۔ اور اگر نیت کرنیوالا مسافر یا بیمار ہے تو اس کی نیت کے موافق یہ روزہ قضا یا کفارہ کی طرف سے سمجھا جائے گا۔

رمضان میں اس کا شمار نہیں ہوگا۔

رمضان کے تیسوں روزوں کی نیت الگ الگ ہونی چاہیئے تمام مہینہ کی ایک ہی مرتبہ نیت کرلینی کافی نہیں ہے رمضان کے روزے کی نیت سورج چھپنے سے لیکر دوسرے دن کی دوپہر تک ہوسکتی ہے۔ خواہ کسی وقت کرلے۔

نیت کرنے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ زبان سے ہو یا عربی الفاظ میں ہو بلکہ دل میں یہ ارادہ اور خیال کرنا کہ میں رمضان کا فرض روزہ رکھتا ہوں کافی نیت ہے لیکن اگر زبان سے بھی لفظوں میں نیت کے الفاظ کہدے تو یہ زیادہ اچھی بات ہے۔

روزہ کافر اور دیوانے اور نابالغ پر واجب نہیں ہے تندرست مکلّف مسلمان پر جو مسافر نہ ہو روزوں کا ادا کرنا واجب ہے۔ مسافر اور مریض پر ایّام مسافرت اور مرض میں روزہ نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص سفر میں اور مرض میں روزہ رکھے اور روزہ کے سبب اس کے مرض میں ترقی کا اندیشہ نہ ہو یا روزہ سے مسافرت میں کسی خاص تکلیف کا ڈر نہ ہو تو روزہ رکھنے سے اس پر کچھ گناہ نہیں ہوگا لیکن بیماری سے تندرست ہوکر اور سفر سے فارغ ہوکر روزہ کی قضا ادا کرنی ضروری ہوگی

عورتوں کو حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے جب پاک ہوجائیں تب قضا ادا کریں۔

اگر کسی بیمار کو روزہ رکھنے سے مرجانے یا کسی عضو کے بیکار ہوجانے یا مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو یا حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنے یا اپنے بچہ کی

جان کا ڈر ہو تو ایسی حالت میں وہ ہرگز ہرگز روزہ نہ رکھے۔ اس عذر کے دور ہونے کے بعد قضا ادا کردے۔ اور اگر بیمار یا مسافر اس حالت میں مرجائے تو قضا واجب نہیں ہوگی۔ اور اگر مریض و مسافر کچھ دنوں تندرست رہ کر مرجائے تو ایام تندرستی کی قضا ضروری ہوگی اور اگر روزے ایام تندرستی کے قضا کرے تو خیر اور اگر قضا کئے بغیر مرگیا اور فدیہ دینے کی وصیت کردی تو وارث کو میت کے تہائی مال میں سے تندرستی کے دنوں کا شمار کرکے ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو بقدر فطرہ کھانا دینا واجب ہوگا اور اگر وصیت نہ کی تو وارث کے ذمہ واجب نہیں ہے اور وارث کو اختیار ہے کہ چاہے فدیہ دے۔ چاہے نہ دے۔

انتہائی بڑھاپے کی کمزوری میں ہر عورت مرد کو اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر روزہ کے بدلے فدیہ دیدیا کرے۔ فدیہ یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گیہوں کسی مسکین کو دیئے جائیں یا دو وقتہ کسی مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلادیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص مفلس ہو اور فدیہ نہ دے سکتا ہو تو اس کو استغفار پڑھ لینی چاہیئے۔ لیکن اگر فدیہ دینے کے بعد کسی شخص کے بدن میں روزہ رکھنے کی طاقت آجائے تو اس کو روزوں کی قضا ادا کرنی پڑے گی

سال بھر میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا منع ہے۔ ایک شوال کی پہلی یعنی عید کے دن۔ دوسرے ذالحجہ کی دسویں یعنی بقرعید کے دن۔ تیسرے ذالحجہ کی گیارہویں یعنی بقرعید کے دوسرے دن۔ چوتھے ذالحجہ کی بارہویں۔ پانچویں ذالحجہ کی تیرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

بھائیو! روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر بھول کر کچھ کھالیا یا پی لیا، یا جماع کرلیا یا دھواں یا غبار یا مکھی خود بخود حلق میں چلی گئی یا غسل کیا یا تیل ملا یا سرمہ لگایا یا خواہ کوئی وقت بھی ہو یا بوسہ لیا یا دن کو سوتے میں نہانے کی ضرورت ہوگئی یا کلی کرنے

کے بعد بھی جو تری باقی رہ گئی وہ تھوک کے ساتھ حلق میں چلی گئی یا دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی تھی اور وہ چنے کے دانے سے چھوٹی تھی خود بخود حلق کے اندر چلی گئی یا رات کو نہانے کی ضرورت تھی، اور بے نہائے روزہ رکھ لیا، یا کسی کی غیبت کی یا جھوٹ بولا، یا پچھنے لگائے یا فصد کھلوائی، یا خود بخود قے ہو گئی۔ چاہے وہ کم ہو یا منہ بھر کر ہو یا خود قصداً قے کی۔ اور وہ منہ بھر کے نہ ہوئی، یا مسواک کی خواہ وہ کسی وقت ہو ان سب صورتوں میں روزہ ہو جائے گا، اور وہ نہیں ٹوٹے گا۔

اگر رات کو نہانے کی حاجت ہوئی تھی اور صبح بے نہائے روزہ رکھ لیا اور غسل نہ کیا، تو روزہ تو ہو جائے گا لیکن ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اول تو صبح کی نماز قضا ہوئی دوسرے روزہ میں ناپاک رہنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

روزہ میں جھوٹ اور غیبت بہت زیادہ گناہ ہے اور بغیر روزہ کے بھی گناہ ہے، مگر اس سے روزہ ٹوٹتا نہیں۔

اور روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر کلی کرنے میں پانی حلق کے نیچے اتر گیا یا کسی نے جبراً روزہ تڑوا دیا یا بیماری کے سبب کان یا ناک میں دوا ٹپکائی یا دماغ یا پیٹ کے زخم میں دوا لگائی، اور دوا پیٹ یا دماغ کے اندر پہنچ گئی۔ یا لوہا یا کنکر پتھر وغیرہ جو کہ نہ دوا ہو نہ غذا کوئی شخص نگل گیا یا اپنے ارادہ سے منہ بھر کے قے کی یا صبح ہو چکی تھی اور رات خیال کر کے کھاتا پیتا رہا یا سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ لیکن غروب سمجھ کر روزہ افطار کر لیا، یا کسی نے بھول کر کچھ کھا لیا اور غلطی سے یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس لئے قصداً پھر کھا لیا یا کسی سوتے ہوئے روزہ دار کے حلق میں پانی ڈال دیا گیا۔ یا کسی سوتی ہوئی روزہ دار عورت، یا بیہوش عورت سے جماع کر لیا گیا یا رمضان کے دنوں میں کھانے پینے جماع کرنے سے تو باز رہا، لیکن نہ روزہ کی نیت کی اور نہ افطار کی تو ان سب صورتوں میں، روزہ نہیں ہوگا۔ اور قضا لازم

آئے گی۔ لیکن کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ البتہ جس مرد نے سوتی ہوئی یا بیہوش عورت سے جماع کیا اس مرد پر قضا اور کفارہ دونو لازم ہوں گے۔

بلا ضرورت کسی چیز کو چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے اور ضرورت ہو تو جائز ہے۔ چنانچہ بچہ والی عورت اگر کوئی چیز چبا کر بچہ کو کھلائے تو بغیر کراہت کے جائز ہے۔

اگر کوئی شخص کھانا کھا رہا تھا، یا جماع کر رہا تھا اور اس حالت میں صبح صادق طلوع ہو گئی اور وہ فوراً رک گیا تو اس کا روزہ ہو جائے گا

اگر رمضان میں بحالت روزہ قصداً کھایا یا پیا چاہے غذا ہو یا دوا یا جماع کیا چاہے مرد ہو یا عورت تو قضا اور کفارہ دونو واجب ہوں گے۔ لیکن بجائے اس دن کے ایک دن قضا کا روزہ رکھنا ہوگا اور کفارہ اس کے علاوہ دینا پڑیگا کفارہ یہ ہے کہ یا تو ایک لونڈی یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پے درپے ساٹھ روزے رکھے اور اگر ایک روزہ بھی بیچ میں ناغہ ہو جائے تو پھر دوبارہ رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اگر کسی شخص نے جان بوجھکر ایک روزہ توڑا تو بھی ایک کفارہ دینا ہوگا اور کئی روزے توڑے یہاں تک کہ سارے رمضان کے روزے رکھتا گیا اور جان بوجھکر توڑتا گیا، تو کفارہ سب کا ایک ہی دینا ہوگا البتہ ایک روزہ کا کفارہ دینے کے بعد دوسرا روزہ توڑے گا تو دوسرا کفارہ دینا پڑے گا

جب افطار کا وقت ہو جائے تو افطار میں دیر نہ کرنی چاہیئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین برابر قائم رہیگا۔ جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اور رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وقت ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ رسول اللہ جلیلہ مغرب کی نماز سے پہلے افطار کیا کرتے تھے۔

سحری آخر وقت کھانی چاہیئے، جو لوگ سحری نہیں کھاتے، وہ سنت کو ترک کرتے ہیں، یا جو لوگ سحری کئی گھنٹہ پہلے کھا لیتے ہیں وہ بھی ٹھیک نہیں کرتے ہیں جتنی افطار میں جلدی کرنی چاہیئے اتنی ہی سحری میں دیر کرنی چاہیئے۔ مگر اتنی دیر بھی نہ ہو کہ صبح صادق ہو جائے اور ہم کھاتے رہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں دیر کرنا اور مسواک کرنا پیغمبروں کی خوبیوں میں سے ہے

بھائیو! ان ضروری مسائل کو اچھی طرح سمجھ لو، اور ان پر پوری توجہ سے عمل کرو اللہ تم کو اس ماہ مبارک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

یہاں تک تو میرے مضامین تھے جو رمضان شریف کے خطبوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب الور کے مفتی اعظم جناب مولانا عبدالرحیم صاحب دہلوی کا رسالہ درج کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ پہلے کبھی شائع نہیں ہوا قلمی لکھا ہوا مولانا نے عنایت فرمایا اس کی زبان بہت سادہ اور عام فہم ہے اس واسطے میں نے اس رسالہ کی عبارت میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی جیسا وہ تھا ویسا ہی اس کو لکھنے اور چھپنے کو دیدیا۔ امید ہے کہ ناظرین کو میرے خطبوں اور مولانا کے اس رسالہ سے روزہ کے تمام احکام و مسائل معلوم ہو جائیں گے اور اس واسطے میں نے اس رسالہ کا نام روزہ کے سب احکام و مسائل رکھا ہے

حسن نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اعظم علی عبادہ المنۃ اذجعل الصوم حصنا لاولیائہ وجنۃ وفتح لھم ابواب الجنۃ والصلوٰۃ علی سیدنا ونبینا محمد قائد الحق وممھد السنۃ وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔

روزہ کے اجر و ثواب

اما بعد حقیر پر تقصیر محمد عبدالرحیم ابن مولانا مولوی مفتی حکیم محمد عبدالکریم الفاروقی الحنفی الدہلوی جمیع اہل اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ ارکان اسلام میں روزہ ایک ایسی اشرف و اعلیٰ عبادت ہے کہ جس کے اجر و ثواب کا کوئی اندازہ و حساب نہیں اس لئے کہ صابرین کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب اور روزہ بھی صبر ہے نیز حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس حصوں سے سات حصوں تک ہے مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوں یا میں اس کا بدلہ دوں گا بندہ میرے لئے اپنی خواہش نفس اور کھانے پینے کو چھوڑتا ہے۔ اور بموجب احادیث صحیح کے روزہ نصف صبر ہے اور صبر نصف ایمان ہے تو روزہ ربع ایمان ہوا اور آیۃ کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایام صیام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے واسطے کھانا پینا چھوڑا تھا اور فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ عمل اُن کا روزہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے کھانا پینا چھوڑا تھا اور اس سے زیادہ فضیلت روزہ کی کیا ہو گی کہ روزہ داروں

کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا ہے حدیث صحیح میں ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے پروردگار کی ملاقات کے وقت اور حدیث صحیح میں ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے اور حدیث میں ہے کہ ہر چیز کا دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے اور حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ روزہ دار کی نسبت اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے بندہ کو اس نے میرے لئے کس طرح اپنی خواہش ولذت اور کھانے پینے کو چھوڑ دیا ہے اور حدیث میں ہے کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کی شفاعت کرینگے روزہ کہیگا اے پروردگار میں نے اس کو دن کے کھانے پینے اور نفس کی خواہش سے روکا تھا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما قرآن کہیگا کہ اے پروردگار میں نے اس کو رات کے سونے سے باز رکھا تھا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما، پھر دونوں کی شفاعت قبول ہوگی۔ غرضیکہ روزہ دار کو اللہ تعالیٰ وہم وگمان اور اندازہ اور حساب سے زیادہ اجر وثواب بنفس نفیس بلا وساطت ملائکہ عطا فرمائیگا اور یہ اس لئے کہ گو تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہیں مگر روزہ اعمال باطنی سے ہے اور محض صبر کے ساتھ خاص اسی کی ذات پاک کی طرف منسوب ہے اور اس کی ذات پاک کے سوا اور کسی کو اس کی خبر وعلم نہیں ہوتا باقی اور عبادتیں خواہ نماز ہو یا زکواۃ یا صدقات وخیرات ہو ان سے اور لوگ بھی واقف ہوتے اور دیکھتے ہیں دوسرے یہ کہ کھانے پینے اور شہوات نفسانی پورا کرنے سے نفس وشیطان کو تقویت ہوتی ہے اور سب سے زیادہ دشمن انسان کا اس کا نفس اور شیطان ہے وہ روزہ سے مقہور ہوتے ہیں بلکہ تمام قوائے نفسانیہ منکسر اور مضمحل ہوجاتے ہیں اور ان کے مقہور ومنکسر ہونے سے قوائے ملکیہ قوی ہوجاتے ہیں اور تشبہ بالملائکہ اور صفات ملکی پیدا ہوجاتے ہیں، اس وقت بندہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اس لئے روزہ کو گناہوں کی سپر اور دوا؟

عبادت کا قرار دیا گیا ہے اور یہی اصل مقصود روزہ کا ہے کہ خواہشات نفس کو روکنے سے قوائے شہوانی و بہیمی و شیطانی سب منکسر و مضمحل ہو جائیں اور تخلق بخلق حسن اخلاق اللہ اور اقتدار اور تشبہ بالملائکہ پیدا ہو کیونکہ جب تک آدمی نفس اور خواہشات نفس کا تابع ہے وہ جانوروں سے بھی بدتر اور اسفل السافلین میں گر جاتا ہے اور جب خواہشات نفس کو روکتا ہے تو اعلیٰ علیین اور ملائکہ مقربین تک پہنچ جاتا ہے۔

قطعہ

ولنعم ما قیل آدمی زادہ طرفہ معجون نیست — از فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند میل ایں شود کم ازیں — در کند قصد آں شود بہ ازاں

اسی بنا پر روزہ صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ آدمی محض کھانے پینے اور عورتوں کے پاس جانے سے باز رہے بلکہ کامل روزہ یہ ہے کہ تمام افعال رذیلہ اور اقوال ذمیمہ اور خصائل خسیسہ اور اخلاق دینہ سے باز رہے مثلاً آنکھ سے جن چیزوں کا دیکھنا مذموم و مکروہ ہے ان کے دیکھنے سے نظر کو روکے یہ آنکھ کا روزہ ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے النظرۃ سھم مسموم من سھام ابلیس لعنۃ اللہ فمن ترکھا خوفاً من اللہ اتاہ اللہ عزوجل ایمانا یجد حلاوتہ فی قلبہ اور فرمایا آنحضرت صلعم نے خمس یفطرن الصائم الکذب والغیبۃ والنمیمۃ والیمین الکاذبۃ والنظر بشھوۃ دوسرے زبان کو بذیان اور لایعنی کلام اور جھوٹ اور غیبت اور فحش اور لڑائی جھگڑے وغیرہ سے روکے اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہے یہ زبان کا روزہ ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے والصیام جنۃ واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم اور حدیث میں ہے کہ زمانہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں دو عورتوں نے روزہ رکھا مگر آخر دن انکو بھوک پیاس کی سخت تکلیف ہوئی اور قریب ہلاکت ہو گئیں انہوں نے کسی کو حضور سرور عالم صلعم کی

خدمت اقدس میں بھیجکر اجازت روزہ کے افطار کی چاہی جناب سرور عالم صلعم نے
اُن کے پاس ایک پیالہ بھیجا کہ تم دونوں نے جو کچھ کھایا ہے اُس کو اس میں قے کرو انہوں نے
خون تازہ اور گوشت کے چوڑے چوڑے ٹکڑوں کی قے کی آدھا ایک عورت کی قے سے
اور آدھا دوسری عورت کی قے سے اس طرح سارا پیالہ بھر گیا لوگوں کو یہ دیکھکر تعجب ہوا
جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے پاک اور حلال کھانوں سے
باز رہکر تو روزہ رکھا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اس سے افطار کیا یعنی ان
دونوں نے باہم بیٹھکر لوگوں کی غیبت کی ہے یہ انھیں کا گوشت ہے جو انہوں نے کھایا[۱]۔
اور دو شخصوں نے جناب سرور عالم صلعم کے پیچھے نماز ظہر و عصر پڑہی اور وہ دونوں روزہ
سے تھے جب آنحضرت صلعم نماز پڑہ چکے تو ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں پھر وضو کرو
اور نماز پڑہو اور اس روزہ کو پورا کرکے اس کے بدلہ دوسرا روزہ رکھو ان دونوں
عرض کیا کہ یہ کس وجہ سے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم دونوں نے فلاں شخص کی غیبت
کی تیسرے کانوں کو ان باتوں کے سننے سے جنکا کہنا حرام و ناجائز ہے روکے یہ کان
کا روزہ ہے یعنی جھوٹ و غیبت کا جس طرح کہنا حرام ہے انکو کان لگا کر سننا بھی
حرام ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ حرام کے کھانیوالوں اور جھوٹ کے سننے والوں کو دونو
کو برابر فرماتا ہے سماعون للکذب اکالون للسحت اور لولا ینھٰھم الربانیون
والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت اور فرمایا آنحضرت صلعم نے المغتاب والمستمع شریکان فی
الاثم اسی طرح ہاتھ پاؤں تمام اعضاء جوارح کو ناجائز اور مذموم افعال سے باز رکھے
اور روزہ افطار کرنے کے بعد شبہ کے کھانے سے بچے سارا دن حلال کھانوں سے
بند رہنا اور شام کو حرام یا شبہ کا کھانا کھانا سخت بُرا ہے اور پھر روزہ کھول کر حلال

[۱] یعنی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ولا تجسسوا و لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ ۱۲ منہ

کھائے بھی خوب پیٹ بھر کر نہ کھائے خصوصاً عمدہ عمدہ لذیذ کھانے تاکہ اصلی مقصود روزہ کا جو انکسار و اضمحلال شہوات و لذات نفسانیہ سے ہے وہ فوت نہ ہو اور جس طرح ہر عبادت ادا کرنے کے بعد ہر شخص کو یہ فکر و اضطراب ہونا چاہیئے کہ آیا یہ ہمارے ٹوٹی پھوٹی عبادت حضرت حق جل علا کی بارگاہ میں قبول ہوئی یا نہیں اسی طرح روزہ افطار کرنے کے بعد روزہ دار کی حالت بھی مضطرب اور معلق بین الخوف والرجا ہونی چاہیئے کہ آیا یہ ہمارا روزہ جناب باری عزاسمہ میں مقبول ہوا یا مردود ان معانی باطنی کے ہر روزدار کو احتیاط کے ساتھ پابندی ضروری ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں فرمایا حضور اکرم نبی کریم صلعم نے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کم من صائم لیس من صیامہ الا الظماء وکم من قائم لیس من قیامہ یعنی روزہ واجب جھوٹ غیبت بہتان اور فحش اور لایعنی کلام اور ملاہی و مناہی اور جھگڑہ و لڑائی وغیرہ سے روزہ میں پرہیز نہیں کرتا تو بجز بھوکا پیاسا رہنے کے اور کچھ ثواب اس کو نہیں ملتا۔ حضرات آپ ان باتوں سے بچو اور سارا دن کی بھوک پیاس اور محنت اور مشقت کو ان بری باتوں سے ضایع مت کرو بلکہ سوا روزہ کے دنوں کے اور دنوں میں بھی ان سب گناہوں سے خصوصاً زبان کے گناہوں سے بچتے بہت جو زیادہ تر زبان کے ہی گناہوں سے آدمی دوزخ میں ڈالا جاتا ہے حدیث میں ہے وھل یکسب الناس فی النار علی مفاخرھم الا حصائد السنتھم اور حدیث میں ہے ان اکثر خطایا ابن آدم فی اللسان روزہ کا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر پچھلے انبیا علیہم السلام کی امتوں پر بھی فرض تھا مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرہویں چودویں پندرھویں کے روزہ فرض تھے۔ یہودیوں پر عشرہ محرم کا روزہ اور ہر ہفتہ کے دن کا روزہ فرض تھا نصاری پر رمضان کے روزہ فرض تھے مگر انہوں نے بوجہ سخت سردی

یا سخت گرمی کے بدل کر ربیع یعنی موسم بہار میں مقرر کر لئے اور اس تغیر کی وجہ سے بیس روزہ بطور کفارہ زیادہ کر کے بجائے تیس کے پچاس کر لئے۔ اسلام میں رمضان کا روزہ ۱۰ ماہ شعبان ۲ھ ہجری میں ہجرت سے ڈیڑھ برس بعد آیہ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم سے فرض کیا گیا حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ شعبان کے اخیر دن جناب سرور عالم صلعم نے ہمیں خطبہ پڑھا کہ اے لوگو ایک بڑا مہینہ تمہیں آیا وہ مبارک مہینہ ہے وہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزہ تم پر فرض کئے اور اس کی راتوں کی عبادت نفل کی جو کوئی اس مہینہ میں کوئی نیک کام نفل کرے تو اس کا ثواب اتنا ہے جیسے اور دنوں میں فرض ادا کرنے کا اور اس مہینہ میں فرض کے ادا کرنے کا اتنا ثواب ہے جیسے اور دنوں کے ستر فرض ادا کرنے کا یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ غمخواری وساوات[۱] کا ہے یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں بندہ مومن کے رزق میں برکت دیجاتی ہے جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کا روزہ کھلوادے یعنی کھانا کھلوادے (خواہ غنی ہو یا فقیر ہو ۱۲ مرقاۃ) اُس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ دوزخ سے آزاد ہو جاتا ہے اور اس روزہ کھلوانے والے کے لئے اتنا ہی اجر ہوتا ہے جتنا اجر روزہ رکھنے والے کیلئے ہے بغیر اس کے کہ روزہ رکھنے والے کے اجر سے کچھ کم ہو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم سب کو اتنی وسعت نہیں ہے کہ روزہ دار کو افطار پر کھانا کھلوادیں تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا جو روزہ دار کا روزہ ایک دودھ کے گھونٹ پر یا کھجور پر یا پانی کے شربت پر کھلوادے اور جو روزہ دار کو

فضائل رمضان المبارک

[۱] حدیث میں لفظ مواساۃ ہے منتخب اللغات میں ہے مواساۃ ل یا کسی غمخوار کی گردن ملا علی قاری رح مرقات میں لکھتے ہیں کہ اپنے رزاق و معاش میں اور مسلمانوں کو شریک و سہیم کر لینا مراد ہے شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اس حدیث میں تمام افراد انسانی پر علی الخصوص فقراء اور ہمسایہ پر جود و احسان کرنے کی تنبیہ ہے ۱۲ منہ

پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو میری حوض میں سے وہ پانی پلاوے گا کہ پھر پیاس نہ لگیگی یہانتک کہ داخل جنت ہو اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے اوّل میں رحمت ہے اور اُس کے اوسط میں مغفرت ہے اور اُس کے آخر میں دوزخ سے آزادی ہے جو اس مہینہ میں اپنی مملوک یعنی لونڈی غلام سے ہلکا کام لے اللہ تعالیٰ اس کو بخشد یتا ہے اور دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازہ کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازہ کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ایک دروازہ اُن میں سے باب الریان ہے اس میں روزہ دار ہی داخل ہوں گے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جس نے ایمان اور طلب ثواب کے لئے رمضان کے روزے رکھے اُس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو رمضان کی راتوں میں ایمان اور طلب ثواب کے لئے عبادت الہی میں کھڑا رہا اس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شب قدر کو ایمان و طلب ثواب کے لئے عبادت الہی میں کھڑا رہا اس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ یہ رمضان کا مہینہ جو تم پر آتا ہے ایسا ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جنت آراستہ کیجاتی ہے رمضان کے لئے شروع برس سے دوسرے برس تک اور جب پہلی رمضان کی ہوتی ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے ہو احوروں پر چلتی ہے پھر وہ کہتی ہیں کہ اے پروردگار ہمکو اپنے ایسے بندوں کی بیویاں کر دے کہ ان سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور انکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ رمضان کی آخر رات میں میری امت کی مغفرت کی جاتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا وہ رات لیلۃ القدر ہے

تو فرمایا کہ نہیں لیکن جب مزدور اپنا کام کر چکتا ہے تو پوری مزدوری دی جاتی ہے۔ لغت میں صوم کے معنی مطلقاً کھانے پینے بات چیت سے رکا رہنے اور بند رہنے کے ہیں۔ اور شرعاً مسلمان کو مرد ہو یا عورت اور عورت ہو تو حیض نفاس سے پاک صاف ہو صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے بہ نیت ثواب رکا رہنا اور بند رہنا ہے۔ روزہ کے شرائط تین قسم کے ہیں ایک تو شرائط صحت ادا کے ہیں کہ ان پر روزہ کا صحیح ہونا موقوف ہے وہ دو ہیں نیت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا دوسری شرائط وجوب اور وہ تین ہیں اسلام عقل بلوغ تیسری شرائط وجوب ادا وہ دو ہیں تندرست اقامت اور روزہ کی پانچ قسمیں ہیں فرض واجب نفل مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی اور فرض کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو معین بوقت خاص جیسے روزہ رمضان کا دوسری غیر معین جنھیں وقت خاص پر ادا کرنے کی قید نہ ہو جیسے رمضان کے قضا کے روزے اور کفارات قتل خطا وغیرہ کے روزے۔ اور واجب کی بھی دو قسمیں ہیں ایک معین بوقت خاص جیسی نذر معین کسی خاص دن یا مہینہ کے دوسری غیر معین جیسی مطلق نذر جس میں تعین یوم ماہ نہ ہو اور نفل کے روزے بھی دو قسم پر ہیں ایک مسنون جیسے عشرہ محرم کا روزہ دوسرے مستحب جیسے ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرھویں چودھویں پندرھویں کے روزے اور مکروہ تحریمی جیسے ایام عیدین اور ایام تشریق کے روزے اور مکروہ تنزیہی جیسے تنہا عشرہ محرم کا روزہ لیکن ہر روزہ کا سبب مختلف ہے نذر کے روزہ کا سبب نذر ہے کفاروں کے روزوں میں کفارہ کے اسباب ہیں جیسے بحالت احرام کسی جانور کا شکار کر لینا یا از راہ خطا کسی کا قتل ہو جانا اور قضا کے روزے رکھنے کا سبب وجوب ادا کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً بیمار تھا تندرست ہو گیا مسافر تھا مقیم ہو گیا اور رمضان کے روزہ کا سبب مہینہ بھر کے دنوں میں ہر دن کے اس

روزہ کی نیت کا بیان

پہلے جزو کا حاضر و موجود ہونا ہے جس میں روزہ رکھنا ممکن ہے اور وہ طلوع صبح صادق سے نصف النہار شرعی[۵۱] یعنی دوپہر سے کچھ پہلے تک کا وقت ہے حتیٰ کہ اگر مجنون رمضان کی پہلی رات میں یا ماہ رمضان کے وسط کی رات میں یا رمضان کے اخیر دن میں بعد دوپہر کے یا رمضان کے کسی دن میں بعد دوپہر کے جنون سے اچھا ہو گیا اور پھر صبح صادق ہونے سے پہلے بدستور مجنون ہو گیا اور پھر سارے مہینہ مجنون رہا تو بروایت مفتی بہ اس پر رمضان کی قضا نہیں اور اچھا ہونے سے یہ مراد ہے کہ بالکل سب جنون جاتا رہا اور اگر کوئی ایک دو بات ہوشیاری کی کرلے تو وہ معتبر نہیں۔ اور اصل نیت روزہ کی دل سے کرنا شرط ہے مگر سنت[۵۲] یہ ہے کہ زبان سے بھی کہے کہ میں کل فلاں روزہ رکھوں گا یا آج فلاں روزہ رکھا اور رمضان کا روزہ اور نذر معین کا روزہ اور نفل روزہ خواہ سنت ہو مستحب یا مکروہ سورج ڈوبنے کے بعد رات کو نصف النہار شرعی تک روزہ کی نیت کرنے سے درست ہوتا[۵۳] ہے خواہ مسافر ہو یا مقیم اور تندرست ہو یا بیمار اور قبل زوال نیت کرنے سے روزہ اس صورت میں جائز ہوگا کہ بعد طلوع صبح صادق کے سہواً یا عمداً

۵۱ شرعی دن صبح کی جانب شرق پھیل جانے سے آفتاب ڈوبنے تک ہے تو نصف النہار زوال سے کچھ پہلے ہوگا ۱۲

۵۲ سنت سے مراد سنت مشائخ ہے نہ سنت حضرت نبی کریم صلعم کیونکہ آنحضرتؐ سے اس طرح زبان سے کہنا مروی نہیں ۱۲

۵۳ امام شافعیؒ کے نزدیک رمضان کا روزہ اور نذر معین کا روزہ دن کی نیت کرنے سے نہیں ہوتا رات سے نیت کرنی چاہیئے نفل روزہ دن کی نیت سے بھی ہو جاتا ہے اور یہی قول امام احمد رح کا ہے اور امام مالک رح کے نزدیک فرض و نفل روزہ بغیر رات کی نیت کے جائز نہیں ۱۲ منہ

نہ کچھ کھایا ہو نہ پیا ہو نہ جماع کیا ہو اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بات سہواً یا عمداً بعد طلوع صبح صادق کے ہو گی تو اب نیت روزہ جائز نہ ہو گی اور اگر سورج کے غروب ہونے کے وقت یا غروب سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھونگا تو درست نہیں ہوگا مثلاً ایک شخص نے سورج غروب ہونے سے پہلے نیت کی کہ میں کل روزہ رکھونگا پھر سوگیا یا بیہوش ہو گیا یا غفلت ہو گئی اور پھر دوپہر ڈھلنے کے بعد ہوشیار ہوا تو روزہ جائز نہ ہوا اور اگر بعد سورج ڈوبنے کے کل کے روزہ کی نیت کی یا طلوع صبح صادق پر نیت کی تو جائز ہو گا اسی طرح نصف النہار شرعی کے بعد بلکہ نصف النہار پر بھی روزہ کی نیت سے روزہ جائز نہ ہو گا۔ اور ہر سہ اقسام مذکورہ بالا کے روزے مطلق روزہ کی نیت سے بھی درست ہونگے اور نفل کی نیت سے بھی درست ہونگے اور صرف ادائے رمضان کے روزے کسی دوسرے واجب ۵۲ (یعنی رمضان کا روزہ اور نذر معین کا اور نفل روزہ ۱۲ منہ) کی نیت سے بھی درست ہوں گے اور اگر کسی مریض یا مسافر نے رمضان میں بلا تعین کسی دوسرے واجب یا نفل روزہ کے مطلق روزے کی نیت کی تو بالاتفاق رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور اگر کسی نفل روزہ کی یا کسی دوسرے واجب روزے کی نیت کی تو اکثر فقہاء کے نزدیک جس روزہ نفل یا واجب کی نیت کی وہ ہی نفل یا واجب روزہ ہو گا رمضان کا نہ ہو گا اور اسی کو اصح اور ظاہر الروایہ کہا گیا ہے اور بعض کے نزدیک صرف مسافر نے جو روزہ بہ نیت دوسرے کے رکھا وہ تو وہی واجب روزہ ہو گا جسکی اس نے نیت کی باقی صورتوں میں ۵۳ مریض و مسافر کا روزہ رمضان ہی کا روزہ ہو گا

۵۱ اور امام شافعیؒ کے نزدیک رمضان کا روزہ اور نذر معین کا روزہ مطلق روزہ کی نیت سے درست نہیں یہی قول امام مالکؒ اور امام احمد حنبلؒ کا ہے اور انہیں روزوں کو بہ نیت نفل روزہ رکھنے والا امام شافعیؒ کے نزدیک فعل عبث کا کرنے والا ہے نہ فرض روزہ کا روزہ دار ہوگا نہ نفل کا ۱۲ منہ

۵۲ یعنی اگر مریض نے نفل روزہ کی یا کسی دوسرے واجب روزہ کی نیت) دیکھو صفحہ ۲۸

بعض اسی کو اصح کہتے ہیں اور نذر معین کا روزہ کسی دوسری واجب روزہ کی نیت سے جیسے قضا رمضان یا کفارہ کے صحیح نہیں ہوگا بلکہ جس واجب روزہ کی نیت کریگا وہی واجب روزہ ہوگا خواہ تندرست ہو یا بیمار یا مقیم ہو یا مسافر اور اس صورت میں نذر کا روزہ رکھنا پڑے گا اور نفل روزہ کی نیت سے نذر معین کا روزہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہو جائیگا اور امام محمد رح کے نزدیک نفل ہی کا ہوگا نذر کا نہ ہوگا اور اگر مقیم نے رمضان میں اس رمضان کے روزہ کی نیت کے سوا کسی اور روزہ کی نیت سے بوجہ نادانستگی روزہ رکھ لیا تو وہ اسی رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور ہمارے ہر سہ آئمہ کے نزدیک مقیم ہو یا مسافر رمضان کے ہر دن کے روزہ کیلئے رات سے یا قبل نصف النہار جداجدا نیت کرنا ضروری ہے[۵] اور امام مالک رح کے نزدیک تمام مہینہ کے لئے ایک نیت کافی ہے اور یہی قول امام زفر رح کا ہے اور سوا رمضان کے روزہ کی قضا اور کفارہ کے روزے جیسے کفارہ ظہار اور کفارہ قتل اور کفارہ قسم وغیرہ اور نذر مطلق کے روزہ دن میں صبح صادق کے اول جزو پر یا آخیر رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر دن کو نیت کرے گا تو نفل ہوں گے اور ان کو پورا کرنا چاہیئے اگر فاسد کردیگا تو قضا رکھنی پڑیگی اور اگر یہ کہا کہ میں نیت کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ روزہ رکھونگا تو نیت صحیح ہوگی اور اگر رات کو روزہ کی نیت کی اور طلوع فجر سے پہلی رات ہی کو اس نیت روزہ سے

بقیہ صفحہ ۲۷ - کے یا مطلق روزہ کی نیت کی تو ہر صورت میں رمضان ہی کا روزہ ہوگا اسی طرح اگر مسافر نے مطلق روزہ کی نیت کی یا نفل روزہ کی نیت کی تو وہ بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا ہاں اگر مسافر نے کسی دوسری واجب روزہ کی نیت کی تو وہ رمضان کا روزہ نہ ہوگا وہی واجب روزہ ہوگا جسکی نیت سے رکھا ۱۲ منہ

۵ اور جن روزوں میں دن کو نیت کرنا درست ہے اُن میں افضل یہی ہے کہ رات سے نیت کرے اور جو نسا روزہ رکھنا ہے اس کی نیت معین کرے ۱۲ منہ

پھر گیا تو تمام قسم کے روزوں میں یہ پھر جانا صحیح ہوگا اور اگر رات کو اس نیت روزہ سے پھر جانے کے بعد اسی حال میں صبح ہو گئی اور پھر سارا دن نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ نیت روزہ کی کی تو روزہ نہیں ہوا اور رات کو روزہ کی نیت کرنا اور پھر دن کو یہ نیت کرنا کہ روزہ نہیں رکھونگا لغو ہے اور نماز میں روزہ کی نیت دل سے کرنا صحیح ہے اور اس نیت سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہاں اگر زبان سے نیت کے الفاظ کہیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور رمضان میں سحری کھانا نیت ہے اور رمضان کے سوا اگر کسی روزے کے لئے بھی سحری کھائی تو وہ بھی نیت روزہ ہوگی ہاں اگر اس نیت سے سحری کھائی کہ صبح کو روزہ نہیں رکھونگا تو وہ نیت روزہ نہیں ہوگی اور اگر یہ نیت کی کہ کل کہیں اگر دعوت میں بلایا جاؤنگا تو روزہ نہیں رکھونگا اور اگر دعوت نہ ہوئی تو روزہ رکھونگا یا یہ نیت کی کہ صبح کا کھانا ملگیا تو روزہ نہ رکھونگا ورنہ روزہ رکھونگا یا سحری کا کھانا مل گیا تو روزہ رکھونگا اور نہ ملا تو نہ رکھونگا تو یہ نیت روزہ قطعی نہیں ہوئی اس نیت سے روزہ نہیں ہوگا اور اگر رمضان میں اس حال میں صبح ہوگئی کہ روزہ رکھنے نہ رکھنے کی کچھ نیت نہ کی اور اس شخص کو یہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے تو اس میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ وہ روزہ دار نہ ہوگا دوسری یہ کہ وہ روزدار ہوگا مگر اظہر روایت یہ ہے کہ وہ روزدار نہ ہوگا اور اگر رمضان کی کسی رات میں یا دن میں کسی کو غفلت یا بیہوشی ہوگئی یا جنون ہوگیا اور پھر نصف النہار سے پہلے افاقہ ہوگیا اور روزہ کی نیت کرلی تو درست ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص شروع دن میں رمضان کے اسلام سے معاذ اللہ مرتد ہوگیا پھر اس کے بعد مسلمان ہوگیا اور قبل نصف النہار نیت روزہ کی کرلی تو وہ روزہ دار ہے اور جس روزہ میں دن میں نیت روزہ کی روزہ کی جائز ہے اس میں بہتر یہی ہے کہ رات سے ہی نیت روزہ کی کرلے ۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ شعبان کے چاند کو رمضان کی وجہ سے اس کی گنتی پورا کرنے

شک کے روزہ کا بیان

کیلئے اچھی طرح ڈہونڈیں اور دیکھیں پھر جب شعبان کی اونتیس ۲۹ تاریخ ہو تو رمضان کے چاند کو دیکھیں اور ڈہونڈیں اگر اونتیس ۲۹ شعبان کو چاند دکھائی دیجائے تو دوسرے دن رمضان کا روزہ رکھیں اور اگر بوجہ ابر وغبار کے چاند نہ دکھائی دے تو ماہ شعبان کے تیس ۳۰ دن پورے کر کے پھر روزہ رکھیں اور شک کے دن کا روزہ نہ رکھیں اور شک کا دن انتیس ۲۹ شعبان کے بعد کا دن ہے اب شک یا تو شعبان کے چاند میں ہے کہ وہ چاند شعبان کا بوجہ ابر وغبار نہیں دیکھا گیا تھا اور اس میں شک ہے کہ آج تیس ۳۰ شعبان ہے یا اکتیس شعبان ہے[1] یا رمضان کے چاند میں شک ہے کہ رمضان کا چاند بوجہ ابر وغبار کے انتیس ۲۹ کو نہیں دیکھا گیا یہ امر مشکوک ہے کہ آج تیس ۳۰ شعبان ہے یا پہلی رمضان یا یہ وجہ شک کی ہے کہ ایک شخص نے چاند دیکھا اور اس کی شہادت قبول نہیں کی گئی رد کر دیگئی یا دو فاسقوں نے دیکھا اور انکی شہادت رد کر دیگئی تو اس سے بھی شک پیدا ہو گیا اور اگر انتیس ۲۹ شعبان کو مطلع صاف تھا اور کوئی ابر وغبار نہ تھا اور پھر چاند نہ دکھائی دیا تو وہ شک کا دن نہیں ہے اور خواص یا عوام کسی کو اس دن کوئی روزہ فرض یا نفل رکھنا نہیں چاہیئے اب شک کا روزہ چند وجوہ پر ہے ایک تو یہ کہ قطعاً رمضان کے روزہ کی نیت کرے یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے روزوں کی تعداد زیادہ کرلی تھی اور حدیث میں بھی اس روزہ کی ممانعت ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن

---

[1] مثلاً ۲۹ رجب روز یکشنبہ کو اور ۳۰ رجب یوم دوشنبہ کو بوجہ ابر وغبار شعبان کا چاند نہیں دکھائی دیا اب احتمال ۲۹ - اور ۳۰ - دونوں چاند ہونے کا ہے اگر انتیس ۲۹ رجب روز یکشنبہ کا چاند رکھا جائے تو چارشنبہ کو اکتیس شعبان ہوتی ہے اور اگر ۳۰ رجب روز دوشنبہ کا چاند شعبان کا رکھا جائے تو اسی چارشنبہ کو تیس ۳۰ شعبان ہوتی ہے تو چہارشنبہ یوم شک ہے ۱۲ منہ

کا روزہ نہ رکھو لیکن اگر روزہ رکھ لینے پر پھر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان ہی کا تھا تو وہ روزہ رمضان کے روزہ میں محسوب اور جائز ہو جائیگا اور اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا تو نفل ہوگا اور اگر روزہ رکھنے کے بعد پھر کھا پی لیا اور روزہ کھول لیا تو اس روزہ کی قضا لازم نہ ہوگی کیونکہ وہ ایک طرح مشکوک روزہ تھا دوسرے یہ کہ رمضان کے سوا کسی دوسرے واجب کی نیت سے روزہ رکھے جیسے نذر کا یا کفارہ کا یا قضا کا تو یہی مقیم کو مکروہ تنزیہی ہے مسافر کو مکروہ نہیں پھر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہے تو مقیم کیلئے وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا اور اگر مسافر کیلئے جس واجب کی نیت کی اُسی کا ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک مسافر کو بھی مثل مقیم کے مکروہ تنزیہی ہوگا اور رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا تو بروایت اصح وہ روزہ اسی دوسرے واجب کا ہوگا جس کی نیت کی اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ نفل ہوگا تیسرے یہ کہ نفل کی نیت کرے اور یہ مکروہ نہیں اور یہی قول امام مالکؒ کا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جس دن کے رمضان ہونے میں شک ہو اس دن کا روزہ نہ رکھا جائے مگر نفل روزہ اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو کوئی اس دن کے روزہ رکھنے کا پہلے سے عادی نہیں اس کو نفل ہے اس دن مکروہ ہے اور ہم حنفیوں کے نزدیک بھی بالاجماع اس دن کا نفل روزہ بہتر و افضل اُسی شخص کو ہے جو اس دن روزہ رکھنے کا عادی ہے مثلاً کوئی شخص جمعرات کا یا جمعہ کا پیر کا روزہ پہلے سے رکھنے کا عادی ہے اور اس دن بھی اتفاق سے جمعرات یا جمعہ یا پیر ہی کا دن آپڑا تو اس کو اس دن کا نفل روزہ رکھنا افضل ہے یا اس شخص کو اس دن کا نفل روزہ رکھنا افضل ہے جو ماہ شعبان کی آخر تاریخوں کے تین روزہ یا تین سے زیادہ رکھا کرتا تھا تین سے کم رکھنے والے کو افضل نہیں ہے اور تنہا ایک ہی نفل روزہ شک کے دن رکھنے کو بعض علما کہتے ہیں کہ نہ رکھنا بہتر ہے بعض کہتے ہیں کہ رکھنا بہتر ہے اور

قول مختار و مفتی بہ یہ ہے کہ جو شخص نہ تو اس یوم شک کے روزہ رکھنے کا پہلے سے عادی ہو نہ آخیر شعبان کے تین دن یا تین دن سے زیادہ روزہ رکھے اور وہ عام مسلمانوں میں سے ہو تو وہ اس شک کے دن کا روزہ نہ رکھے خاص خاص آدمی قاضی مفتی محض اپنی ذات سے احتیاطاً نفل روزہ رکھیں مگر وہ بھی خفیہ کہ عوام کو اس کا علم نہ ہو اور عام آدمیوں کو مفتی و قاضی حکم دیں کہ وہ دوپہر تک بند رہیں نہ کچھ کھائیں نہ پیئیں اگر دوپہر تک چاند کی رویت صحیح طور سے ثابت نہ ہو تو عام آدمیوں کو کھانے پینے کا حکم دیدیں بعض کے نزدیک قاضی و مفتی بھی قریب دوپہر تک بلا کسی چیز کے کھانے پینے کے مثل عوام کے انتظار کریں اور دوپہر کو اگر چاند کی رویت تحقیق نہ ہو تو عوام کو کھانے پینے کا حکم دیدیں اور خود شام تک بہ نیت نفل روزہ پورا کرلیں۔ اور جو شخص یوم شک کے روزہ کی کیفیت و نیت کو بخوبی جانتا ہے اور سمجھتا ہے وہی خاص آدمی ہے اور جو شخص اس کو جانتا سمجھتا نہیں وہ عام آدمی ہے اور اس دن کے نفل روزہ کی معتبر نیت یہ ہے کہ جو شخص اس دن کے روزہ رکھنے کا عادی نہیں ہے وہ قطعی طور پر نفل روزہ کی نیت کرے اور یہ اپنے دل میں خطرہ و خیال نہ لائے کہ اگر یہ دن شعبان کا ہے تو میرا روزہ نفل ہے اور اگر یہ دن رمضان کا ہے تو یہ میرا روزہ فرض رمضان کا ہے اگر قطعی نیت نفل کرنے کے بعد ایسا خطرہ دل میں پیدا ہو تو اس سے کچھ حرج نہیں کیونکہ اسی احتمال سے تو احتیاطاً یہ روزہ ہی رکھا ہے۔ چونکہ مفتی و عالم یہ سمجھتے ہیں کہ رمضان کے روزوں میں زیادتی نہیں ہو سکتی اس لئے انکو احتیاطاً رکھ لینا جائز ہے اور عام آدمی کو اس سے زیادتی رمضان کا دہوکہ اور وہم ہونے کا احتمال ہوتا ہے اس لئے ان کو روزہ نہ رکھنا اور محض وقت زوال تک کا انتظار افضل ہے چوتھے یہ کہ اصل نیت میں تذبذب و تردد ہو کہ یہ نیت کرے کہ اگر کل رمضان کا دن ہوا تو میرا روزہ ہے اور اگر شعبان کا دن ہے تو میرا روزہ نہیں ہے

اس نیت سے کوئی روزہ نہیں ہوگا لیکن بعض علما کہتے ہیں کہ اگر نصف النہار سے پہلے پھر از سر نو قطعی نیت کرلے تو روزہ ہو جائے گا پانچویں یہ کہ وصف نیت میں تذبذب وتردد ہو کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو اس کا روزہ ہے اور اگر کل کا دن شعبان کا دن ہے تو کوئی دوسرا واجب روزہ ہے یہی مکروہ تنزیہی ہے پھر اگر وہ دن رمضان کا ہوگا تو وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی تردد ہی نہ تھا اور اگر وہ دن شعبان کا تھا تو اس دوسرے واجب کا روزہ صحیح نہ ہوگا کیونکہ اس میں تردد تھا تعین نہ تھا لیکن نفل ہو جائے گا اور اگر اس روزہ کو فاسد کردے تو اس کے بدلے قضا رکھنا لازم نہ آئے گا اور اگر وصف نیت میں تردد اس طرح ہو کہ اگر کل کا دن رمضان کا ہے اور اگر کل کا دن شعبان کا ہے تو میرا نفل روزہ ہے۔ تو اس نیت سے بھی مکروہ تنزیہی ہوگا پھر اگر دوسرا دن رمضان کا ہوا تو وہ روزہ رمضان کا صحیح ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی تردد ہی نہ تھا اور اگر وہ دن شعبان کا ہوا تو وہ نفل روزہ میں جائز ہوگا اور اگر اس روزہ میں کھا پی لے اور روزہ کو فاسد کردے تو اس کی قضا لازم نہ آویگی اور جو شخص شک کے دن دوپہر تک انتظار میں تھا اس نے نیت روزہ سے پہلے بھول کر کچھ کھا پی لیا اور بعد کھانے پینے کے تحقیق ہوا کہ آج رمضان ہے تو بروایت صحیح روزہ جائز ہے اور یہ کھانا پینا ایسا ہے جیسا روزہ میں بھول کر کھا پی لے کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اور ایک روایت یہ ہے کہ روزہ جائز نہیں ہوگا اور جس مسلمان عاقل بالغ نے رمضان کا یا عید کا چاند تنہا دیکھا اور اس کے قول کو کسی شرعی دلیل[۱] سے قاضی یا حاکم نے نہ مانا اور اس کی شہادت کو رد کردیا تو وہ مطلقاً خواہ رمضان کا چاند ہو یا عید کا دوسرے دن روزہ رکھے اگر روزہ افطار کرلیا تو اس کو بجائے اس کے

---

[۱] شرعی دلیل یہ ہے کہ وہ شخص فاسق تھا یا یہ کہ اس دن ابر وغبار نہ تھا مطلع صاف تھا اور یہ ایک ہی گواہ تھا ۱۲ منہ

قضا کا روزہ رکھنا پڑے گا رمضان کا چاند ہو یا عید کا البتہ کفارہ لازم نہ آئے گا خواہ افطار کھانے پینے پر کرے یا جماع سے اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اگر جماع سے روزہ کھول لیا تو اس پر کفارہ ہے اور اگر پہلے اس سے کہ قاضی یا حاکم اس کی شہادت کو رد کرے اس نے روزہ کھول لیا یہ کہ اس نے اپنی روبیت کی امام وقت و حاکم کے سامنے گواہی نہیں دی اور روزہ رکھ لیا اور پھر کھول ڈالا تو اس میں علما کو اختلاف ہے مگر صحیح و رائج یہی ہے کہ اس وقت میں بھی اس پر کفارہ نہیں ہے اور اگر اس شخص کی شہادت رمضان کے چاند کی قبول کر لی گئی اور روزہ رمضان رکھنے کا حکم دیدیا اس نے پھر بعد قبول شہادت کے روزہ کھول لیا یا شہر والوں میں سے کسی اور نے کھول لیا تو کفارہ واجب ہوگا اگرچہ وہ گواہ چاند کا دیکھنے والا فاسق ہی ہو اور اس کی شہادت کو قاضی نے مانکر حکم روزہ رکھنے کا دیدیا ہو اب جس شخص کی شہادت دلیل شرعی سے رد کر دی گئی ور اپنی روبیت سے تیس ۳۰ دن پورا کرنے پر بھی امام وقت کے ساتھ ہی روزہ افطار کرے اپنی روبیت سے تیس ۳۰ دن پورا کرنے کے بعد افطار نہ کرے کیونکہ جب امام و حاکم نے اس کی شہادت قبول نہ کی رد کر دی تو احتیاطاً اس پر روزہ واجب کیا گیا ہے تو اس کے بعد احتیاط تاخیر میں بھی ضرور ہے ممکن ہے کہ روبیت ہلال میں اس کو غلطی ہوئی ہو اور اگر وہ شخص اپنی روبیت سے تیس ۳۰ دن پورا ہونے پر روزہ کھول ڈالیگا تو اس پر کفارہ نہیں ہے اور جب آسمان پر ابر یا غبار یا دھواں ہو تو قاضی و حاکم ایک عاقل بالغ مسلمان عادل کی گواہی روبیت ہلال رمضان کی بابتہ قبول کرے خواہ وہ ایک عادل شخص مرد ہو یا عورت ہو یا آزاد ہو یا غلام اور یہ شہادت بلا دعوی اور بلا لفظ اشہدُ اور بلا حکم اور بلا مجلس قضا کے درست ہے کیونکہ یہ ایک دینی بات کی خبر ہے گواہی نہیں۔ اور جو شخص صاحب تقوی اور صاحب مروۃ ہو اور کم سے کم کبیرہ گناہوں کا تارک اور صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنیوالا نہ ہو

حکم روبیت ہلال رمضان کا اور قضا روزہ وغیرہ

وہ عادل ہے فاسق کی گواہی بالاتفاق مقبول نہیں کیونکہ یہ دین کا کام ہے اور فاسق کی گواہی دینیات میں غیر مقبول ہے ہاں اگر مستور یعنی غیر معروف آدمی ہو تو اس کی گواہی بھی بروایت صحیح مقبول ہے خواہ مرد ہو یا عورت اور محدود فی القذف کی شہادۃ بھی بعد توبہ قبول ہے اور ہر ایک عادل مرد کو غلام یا آزاد اور ہر ایک عادل عورت کو لونڈی ہو یا آزاد یا پردہ نشین فرض عین ہے کہ وہ رمضان کا چاند دیکھنے پر اسی رات کو نکلکر قاضی کے سامنے شہادت دے تاکہ صبح کو لوگ بے روزہ نہ رہیں مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب رویت ہلال میں شک ہو اور اسی کی شہادت پر اثبات رویت منحصر ہو حتی کہ اگر پردہ نشین آزاد یا لونڈی کو شوہر و مولا اجازت نہ دیں تو بلا اجازت شوہر یا مولا بھی نکلکر گواہی دے یہ تو شہر کا حکم ہے اور اگر گانوں ہو تو گانوں کی مسجد میں آکر شہادت دے اور اگر وہ گواہ ایک عادل ہو تو اسی کی شہادت پر لوگوں کو روزہ رکھ لینا چاہیئے جبکہ وہاں کوئی حاکم نہ ہو جس کی شہادت پیش کی جاے بلکہ فاسق بھی باوجودیکہ اس کو اپنے فسق کا علم ہو گواہی دے شاید قاضی قبول کرلے مگر قاضی اس کو رد کردے اب خواہ وہ ایک شخص عادل ہو یا مستور یعنی غیر عادل گواہی دینے والا اپنی رویت ہلال کی یہ کیفیت بیان کرے کہ میں نے شہر میں دو ابر کے ٹکڑوں کے بیچ میں چاند دیکھا یا شہر کے باہر جنگل و میدان میں دیکھا یا بلندی پر دیکھا خواہ یہ کیفیت کچھ بیان نہ کرے اس کی شہادت مقبول ہے یہی ظاہر المذہب اور ظاہر الروایۃ ہے بعض فقہا کے نزدیک جب تک ایسی تفسیر و تفصیل بیان نہ کرے اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی اور جس طرح اس میں غلام و عورت کی شہادت بھی مقبول ہے اسی طرح ایک کی شہادت دوسرے ایک کی شہادت پر بھی مقبول ہے حالانکہ شہادۃ علی الشہادۃ کا اور تمام احکام میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر آدمی کی شہادت پر جبتک ایک مرد دو عورتیں یا دو مرد گواہ نہ ہوں مقبول نہیں ہوتی مگر اس میں

شہادت عیدالفطر کا اسمان پر ابر وغبار وغیرہ

یہ قید نہیں اور غلام کی شہادت غلام پر اور عورت کی شہادت عورت پر مقبول ہے قریب بلوغ لڑکے کی شہادت مقبول نہیں ۔ اور عید الفطر کے چاند میں اگر آسمان پر ابر گرد وغبار اور دہواں ہو تو دو مرد عادل یا ایک مرد عادل اور دو عادلہ عورتوں کی گواہی قبول کرلی جائیگی اور اس میں عادل ہونا اور آزاد ہونا اور بقدر نصاب شہادت ہونا اور بلفظ اشہد کا کہنا اور محدود فی القذف نہ ہونا شرط ہے دعوی شرط نہیں ایسے شہر یا گاؤں یا قصبہ میں کہ جہاں کوئی حاکم یا قاضی نہ ہو اور آسمان پر ابر یا گرد وغبار وغیرہ ہو تو ایک معتبر اور ثقہ آدمی کی گواہی پر رمضان کا روزہ رکھلیں اور دو عادل آدمیوں کی گواہی پر روزہ کھول لیں اور عید الفطر کریں بلکہ گاؤں والا شہر کی توپ یا گولہ جو رمضان کے چاند ہونے پر چھٹتے ہیں یا شہر کی روشنی قنادیل وغیرہ پر جو علامت رمضان کے چاند کی ہیں روزہ رکھلیں کیونکہ ان امور سے غلبہ ظن رمضان کی چاند ہوجانے کا ہوجاتا ہے اور عمل کے لئے غلبہ ظن حجت موجبہ ہے اور یہ احتمال کرنا کہ یہ گولہ یا یہ روشنی رمضان کے چاند کے سوا کسی اور بات کی ہونگی بعید از عقل ہے کیونکہ شک کی رات میں عادتاً یہ امور ثبوت رمضان کے لئے ہی ہوتے ہیں اور کسی بات کیلئے نہیں ہوتے اور اگر حاکم یا والی خود تنہا رمضان کا چاند دیکھے تو اس کو اختیار ہے خواہ خود روزہ رکہنے کا حکم دیدے یا اپنا نائب مقرر کرکے اس کے روبرو شہادت رویت ہلال ادا کرے اور وہ حکم روزہ کا دے لیکن عید الفطر وعید الضحی کا چاند تنہا قاضی یا حاکم دیکھے تو روزہ کھولنے اور عید کرنے کا حکم نہیں دیسکتا نہ خود روزہ کھول سکتا ہے اور نہ عید کی نماز کو جاسکتا ہے کیونکہ ہلال عید کے لئے ایک آدمی کی شہادت کافی نہیں اگر نجومیوں کا قول اور دوج وغیرہ کا حساب اور جنتری کی تحریر رویت کیلئے بالاجماع قابل اعتبار نہیں بلکہ منجم کو خود اپنے نفس کے لئے بھی حساب پر عمل کرنا نہیں چاہیئے اور جو شخص عید الفطر کا چاند تنہا دیکھے تو وہ بھی احتیاطاً روزہ افطار

نہ رکھے اگر افطار کرے گا تو کفارہ لازم نہ آئیگا اور عید الضحیٰ کے چاند اور باقی دیگر نو مہینوں کے چاندوں کا حکم بھی بروایت اصح مثل عید الفطر کے ہے کہ ابر کے دن ایک مرد اور دو عورتوں کی یا دو مردوں کی گواہی سے ثبوت ہوگا جو عاقل بالغ آزاد اور عادل اور محدود فی القذف نہ ہوں اور جس دن آسمان صاف ہو ابر و غبار وغیرہ نہ ہو اس دن زیادہ آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہوگا۔

اور اگر آسمان پر ابر یا گرد و غبار نہ ہو آسمان صاف ہو تو رمضان کا چاند ہو یا عید کا یا ان دونوں کے سوا اور کوئی چاند اس کے لئے ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں جب تک اتنی جماعت کثیر اور جم غفیر نہ دیکھے کہ جنکی خبر شہادت دینے سے گمان غالب اس امر پر ہو جاوے کہ چاند ہو گیا اتنے آدمی سب جھوٹ پر جمع نہیں ہو سکتے خواہ وہ لوگ غلام ہوں یا آزاد ہوں خواہ عادل ہوں یا غیر عادل خواہ شہر والے ہوں یا شہر کے باہر سے آئے ہوں۔ اب جماعت کثیر کی تعداد بعض علما ایک محلہ کے آدمی کہتے ہیں امام ابو یوسفؒ پچاس آدمی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ہر مسجد کے ایک ایک یا دو دو آدمی بعض کہتے ہیں بلخ میں پانچسو آدمی بھی تھوڑے ہیں اور صحیح اور اصل مذہب یہ ہے کہ اس کیلئے کوئی معینہ و مقررہ تعداد نہیں ہے حاکم اور امام وقت کی رائے پر موقوف ہے جس قدر آدمیوں کو زیادہ سمجھکر اور انکی بات کو سچ جانکر روزہ رکھنے کا حکم دیدے اور صاحبینؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ ہر طرف سے تواتر کے ساتھ خبر آنا معتبر ہے اور امام صاحبؒ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی کافی ہے اور علامہ ابن نجیم مصری صاحب بحر الرائق شرح کنز الدقائق اسی کو اختیار کر کے لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں اسی روایت پر عمل کرنا چاہئے

سلہ مگر قضا رکھنی پڑے گی اور اگر اس کی شہادت رد کر دی گئی ہو تب بھی روزہ رکھے افطار کرلیگا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر قضا رکھے اور اگر اس کے کسی دوست وغیرہ اس کی شہادت کو سچا جانکر روزہ کھول لیا تو اس کو بھی قضا رکھنی پڑے گی کفارہ لازم نہ آئے گا ۱۲ منہ

کیونکہ لوگ چاند دن کے دیکھنے میں سستی کرتے ہیں اور علامہ شامی ردالمحتار علی درالمختار میں اقوال علما نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تم کو معلوم ہے کہ بہت سے احکام زمانہ کی تغیر سے متغیر ہو جاتے ہیں ہمارے زمانہ میں جبکہ عام طور پر دین کے کاموں میں سستی و تکاسل مشاہدہ ہو رہا ہے اگر چاند دیکھنے کے لئے جماعت عظیم کی شرط لگا دیجاویگی تو لوگ دو تین راتوں کے بعد روزہ رکھینگے میں نے اکثر چاند کی گواہی دینے والوں کی نسبت لوگوں کو برا کہتے اور ایذا پہنچاتے دیکھا ہے اس لئے یہی روایت ثانی فتویٰ دینے کیلئے معین ہو گی اور آسمان صاف ہونے کے دن امام طحاویؒ سے یہی مروی ہے کہ شہر سے باہر کے آنیوالے کی یا شہر ہی میں بلند جگہ سے دیکھنے والے کی ایک آدمی کی گواہی ہی مقبول ہے بعض نے اس کو اختیار کیا ہے اور بعض نے اسکو صحیح و معتمد کیا ہے اور بعض اس کو بھی ظاہر الروایۃ ہی کہتے ہیں۔ غرضیکہ رمضان کا روزہ واجب ہونے کیلئے باقاعدہ ثبوت کی ضرورت نہیں ابر و غبار کے دن ایک عاقل بالغ عادل مسلمان کی گواہی مقبول ہے بلکہ مستور یعنی غیر عادل کی بھی مقبول ہے جیساکہ اوپر بیان ہوا اور جس دن آسمان صاف نہو اس دن جم غفیر کے دیکھنے ہی پر موقوف نہیں۔ دو آدمیوں کی گواہی یا شہر کے باہر سے آنیوالے یا بلند جگہ سے دیکھنے والے ایک کی شہادت بھی مان لیجائیگی دو آدمیوں نے ایک شہر کے قاضی کے سامنے کہ جہاں چاند نہیں دیکھا گیا گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی نے ان کی گواہی پر چاند کا حکم دیدیا تو اب اس قاضی کو جس کے سامنے ان دونوں آدمیوں نے یہ گواہی دی ہے جائز ہے کہ انکی شہادت پر چاند ہونے کا حکم دیدے کیونکہ قضاء قاضی حجت ہے اور ان دونوں آدمیوں نے قضاء قاضی پر ہی گواہی دی ہے اور اگر ان دو آدمیوں نے صرف اس شہر میں لوگوں کے چاند دیکھنے پر گواہی دی تو اس پر چاند ہونے کا حکم ندیا جائے گا اس لئے کہ

اس صورت میں ان دونوں آدمیوں نے نہ تو خود چاند دیکھنے کی گواہی دی نہ
اوروں کی شہادت کی شہادت دی محض اوروں کا دیکھنا بطور حکایت بیان کیا ہے[۱]
حتیٰ کہ اگر وہ دونوں آدمی اس شہر میں لوگوں کے چاند دیکھنے کی گواہی کے ساتھ یہ بھی
بیان کرتے کہ وہاں کے قاضی نے لوگوں کو رمضان کے روزہ رکھنے کا حکم دیدیا ہے
تب بھی چاند ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا کیونکہ وہ محض فعل قاضی کی حکایت ہوگی اور
وہ حجت نہیں قضاء قاضی حجۃ ہے ہاں اگر متعدد جماعتیں ایک شہر سے دوسرے
شہر میں آکر بیان کریں کہ فلاں شہر والوں نے چاند دیکھکر فلان دن روزہ رکھا ہے تو
یہ خبر متعدد جماعتوں کی اگرچہ شہادت قضاء قاضی نہیں ہے نہ شہادۃ علی الشہادۃ
ہے لیکن بمنزلہ متواتر کے ہے اس لئے اس پر عمل ضرور ہوگا کیونکہ کوئی شہر عادتاً حاکم
سے خالی نہیں ضروری بات ہے کہ وہاں کے حکم حاکم سے اس شہر والوں نے
روزہ رکھا ہوگا تو اس طرح متعدد جماعتوں کا متواتر خبر لانا گویا اس قاضی کے حکم کی
نقل لانا ہے تو یہ اس شہادۃ سے بھی قوی اور مفید یقین ہے لیکن اگر وہ لوگ ایسا
کہیں کہ اس شہر میں ایسا مشہور تھا یا ایسا سنا جاتا تھا اور یہ خبر نہ ہو کہ کہاں سے مشہور
ہوا کس نے بیان کیا اس کی کیا اصلیت ہے تو ہرگز قابل اعتبار و اعتماد نہیں ہے
اور جب ابر کے دن دو عادل آدمیوں نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اور
قاضی نے قبول کرلی اور انکی گواہی سے رمضان ثابت ہوکر تیس روزہ رکھ لئے
اور اکتیسویں رات کو عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو خواہ ابر تھا یا آسمان صاف تھا دونوں
صورتوں میں دوسرے دن روزہ کھول لینا اور عید الفطر کرلینا درست ہے اور اگر

---

[۱] اور بطور حکایت بیان کرنا مجرد خبر ہے جو مفید یقین نہیں جبتک شہادۃ علی الشہادۃ یا قاضی کے حکم کی
شہادہ نہ ہو کیونکہ اس مسئلہ میں اجتماع شرائط صحت دعوی کی بھی شرط ہے اور شرائط صحت دعوی سے یہی ہے
کہ دعویٰ قاضی کے سامنے ہو ۱۲ منہ

ایک آدمی کی گواہی سے روزہ رکھا اور تیس روزہ پورے کر لئے اور عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو دوسرے دن روزہ کھول لینا اور عید کرنا امام صاحبؒ کے نزدیک جائز نہیں اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے لیکن یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ ہلال عید نہ دکھائی دے اور آسمان صاف ہو اور اگر ابر ہو تو بالاتفاق روزہ کھول لیں اور عید کرلیں اور یہی حق بات ہے کہ اگر بوجہ ابر وغبار ہلال عید نہ دکھائی دے تو روزہ کھول لیں اور عید کرلیں اور اگر ابر وغبار نہ ہو آسمان صاف ہو اور پھر چاند نہ دکھائی دے تو روزہ نہ کھولیں اور رد المختار بحوالہ درر کے لکھا ہے کہ اس گواہ کو تعزیر دیجائے کیونکہ اسکا جھوٹ ظاہر ہوگیا اور اگر چند آدمیوں نے رویت ہلال رمضان انتیس۲۹ کی گواہی دی کہ تمہارے روزہ رکھنے سے ایک دن پہلے ہمنے رمضان کا چاند دیکھا ہے اگر وہ اس دن اسی شہر میں تھے تو انکی گواہی قبول نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ انپر فرض تھا کہ وہ اسی رات آکر شہادت ادا کرتے انہوں نے نیکی اور کار ثواب کو جو انپر حق تھا چھوڑ دیا اور اگر وہ کسی دور جگہ سے آئے ہوں تو انکی گواہی جائز ہوگی اور دن کو رویت ہلال قابل اعتبار نہیں خواہ دوپہر سے پہلے دکھائی دے خواہ بعد دوپہر نہ اُس کے اعتبار پر روزہ رکھا جاے نہ اس کے اعتبار پر روزہ کھولا جاے اعتبار کی قابل رویت ہلال وہی ہے جو بعد سورج ڈوبنے کے ہو یہی روایت صحیح اور اصل مذہب اور مفتی بہ ہے اسی طرح اختلاف مطالع بھی قابل اعتبار نہیں یہی روایت صحیح و مفتی بہ ہے حتی کہ اگر مشرق کے رہنے والوں کو محقق اور حسب قواعد شرع صحیح طور پر یہ بات[۱]

---

[۱] قاعدہ شرعی یہ ہوا ہے کہ یا تو دو آدمی آکر رویت ہلال کی شہادت دیں یا قضا قاضی کی شہادت دیں یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ وہاں کے لوگوں نے چاند دیکھکر روزہ رکھا ہے یہ کہنا کہ وہاں یہ شہرت تھی کہ چاند ہوگیا یہ تحقیق نہیں کہ کہاں سے مشہور ہوا کس نے کہا یہ قابل اعتبار نہیں جیسا کہ متن میں مفصل ذکر ہو چکا اسی بنا پر اگر چند آدمی دوسرے شہر میں آکر یہ شہادت دیں کہ فلاں شہر میں رمضان کا چاند فلاں شب کو تمہارے اس شہر کی رویت سے ایک دن پہلے دیکھا ہے اور پر فرہ۔ دیکھو صفحہ ۴۳

یہ بات ثابت ہو جائے کہ مغرب کے رہنے والوں نے عید یا رمضان کا چاند دیکھ لیا تو مشرق کے رہنے والوں کو بھی اس پر عمل لازم ہوگا ایک شہر کے رہنے والوں نے رمضان کی اٹھائیس ۲۸ روزے بے چاند دیکھے رکھے انتیسویں ۲۹ شب کو عید کا چاند دکھائی دے گیا اگر انہوں نے شعبان کا چاند دیکھکر اور اُس کے تیس دن پورے کر لئے تھے ورنہ بوجہ ابر و غبار وغیرہ رمضان کا چاند نہیں دیکھا تھا اور روزہ رکھ لیا تھا تو ایک روزہ کی قضا اور رکھ لیں اور اگر انتیس ۲۹ روزہ رکھ لئے تھے تیسویں شب کو چاند دکھائی دیگیا تو اُن پر کسی روزہ کی قضا نہیں کیونکہ مہینہ پورا کر لیا اور اگر شعبان کا چاند نہیں دیکھا تھا اور آخر شعبان کا چاند دیکھے شعبان کے تیس ۳۰ دن پورے کر کے رمضان کا روزہ رکھ لیا تھا تو دو روزہ قضا کے رکھیں۔

جن چیزوں سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا اُن کا بیان

روزہ کے مفسدات دو قسم پر ہیں ایک تو وہ جن سے صرف روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا دوسرے وہ جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں اور غیر مفسد بھی دو قسم پر ہیں ایک تو وہ جنکا کرنا مباح ہے دوسرے وہ جنکا کرنا مکروہ ہے اور عبادت میں فساد و بطلان ایک ہی بات ہے کچھ فرق نہیں ہے اور اگر کوئی شخص بھول کر[5]

بقیہ صفحہ ۴۰ اس حساب سے آج تیس ہے اور تمہارے ہاں انتیس ۲۹ ہے لیکن یہاں کے لوگوں کو ان راتوں چاند باوجود آسمان صاف ہونے کے نہ دکھائی دیا تو اس شہر کے لوگ دوسرے دن عید نہ کریں اور روزہ رکھیں کیونکہ ان آدمیوں نے نہ تو رویت ہلال کی گواہی دی نہ اوروں کی شہادت کی شہادت دی بطور حکایت بیان کیا جو مفید یقین نہیں ۱۲ منہ

[5] بھول لینے سے روزہ کا بھولنا مراد ہے کھانے پینے یا جماع کا بھولنا مراد نہیں اس کو تو یاد اور قصد سے کرتا ہے ۱۲ منہ

کھالے یا پانی پی لے یا جماع کر لے خواہ روزہ فرض ہو یا نفل روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر کھاتے وقت کوئی شخص یاد دلا دے کہ تو روزہ سے ہے اور پھر بھی یاد نہ کرے اور کھالے تو روزہ فاسد ہو جائے گا مگر کفارہ لازم نہ آئے گا۔ اگر آدمی طاقتور ہے بلا ضعف روزہ کی طاقت رکھتا ہے تو بعض علما کے نزدیک یاد نہ دلانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر روزہ سے ضعف ہو جاتا ہے کھا لینے سے تمام عبادات کی طاقت ہو جاتی ہے تو یاد نہ دلانا جائز ہے بعض کہتے ہیں کہ جوان ہو تو یاد دلا دے بڈھا ہو تو یاد نہ دلائے بعض کہتے ہیں کہ مطلقاً جوان ہو یا بڈھا یاد دلا دینا بہتر ہے اور اگر خود بخود حلق میں غبار یا دھواں یا پتنگا یا مچھر یا مکھی چلی گئی تو روزہ یاد ہونے پر بھی استحساناً روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان سے بچنا ناممکن ہے یہ ناک کے راستہ سے بھی چلی جاتی ہیں اور اگر قصداً کسی دھوئیں کو حلق میں دھوئیں کو داخل کیا اگرچہ وہ عود و عنبر کا ہی دھواں ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اسی لئے تمباکو کا دھواں جو حقہ میں بھر کر پیا جاتا ہے مفسد روزہ ہے اور اگر خود مکھی کو پکڑ کر کھا گیا تو قضا واجب ہوگی اور سر میں یا داڑھی میں تیل ڈالنے سے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے سے یا دوا ٹپکانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ انکا مزہ حلق میں پایا جائے اور پچھنے لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر پچھنوں سے ضعف ہو کر روزہ نہ رکھا جا سکے تو مکروہ ہے اور ٹھنڈے پانی سے نہانا کہ جس کی ٹھنڈک جسم کے اندر پہنچی مفسد روزہ نہیں ہے نہ پانی کے اندر بیٹھنا اور گیلا کپڑا بدن کو لپیٹنا مفسد روزہ ہے لیکن امام صاحبؒ پانی

(ان تینوں مسئلوں میں روزہ دار کا اختیار نہیں اس لئے قضا واجب ہوگی نہ کفارہ)

اور علامہ شرنبلالیؒ نے شرح وہبانیہ میں اسکو نظم کیا ہے۔ ویمنع من بیع الدخان وشربہٖ وشاربہٗ فی الصوم لاشک یفطر ویلزمہ التکفیر لو ظن نافعاً وکذا دافعاً شہوات بطن فقرروا اور مولانا عبد الحی صاحب مرحوم مغفور لکھنوی نے اس حقہ کے متعلق ایک رسالہ زجر ارباب الریان عن شرب الدخان لکھا ہے مفصل دیکھنا ہو تو اس کتاب کو دیکھو ۱۲ منہ

کے اندر بیٹھنے یا گیلا کپڑہ بدن کے لپیٹنے کو اس وجہ سے مکروہ فرماتے ہیں کہ
عبادت الہی میں بیقراری اور تنگدلی ظاہر ہوتی ہے اور اگر کسی عورت کا بوسہ لیا اور
انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا یا سوتے میں احتلام ہوگیا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر
کسی عورت کی طرف دیکھنے سے یا اس کے حسن و جمال میں دیر تک فکر کرنے سے
انزال ہوگیا اگرچہ اس کی شرمگاہ کو چند دفعہ دیکھنے سے ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ کلی کرنے
کے بعد منہ میں جو تری رہے اس کو تھوک کے ساتھ نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
جیسے دوا کوٹنے سے اور اس کا مزہ حلق میں چلے جانے سے یا عطر کی ہوا کا مزہ
حلق میں پہونچنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جس طرح سالم ہڑ کو چوسنے سے اور اس کا تھوک
حلق میں جانے سے جبکہ وہ ہڑ حلق کے نیچے نہ اترے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر
مصری کا ٹکڑہ یا بتاسہ یا گڑ یا شکر کی ڈلی منہ میں لیکر چوسیگا تو روزہ فاسد ہو جائیگا
اور اگر پانی کان میں چلا گیا تو بالاتفاق روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر خود اُس نے پانی
اپنے کان میں ڈالا تو بعض کے نزدیک اس سے بھی فاسد نہیں ہوا اسی کو اختیار کیا
ہے صاحب ہدایہ اور تبیین نے اور محیط میں اسی کو صحیح کہا ہے اور صاحب ولوالجیہ
اسی کو مختار کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک روزہ فاسد ہو جاویگا بزازیہ اور خانیہ
میں اسی کو صحیح کہا ہے اور صاحب فتح القدیر اور برہان اسی کی تائید کرتے ہیں۔ ہاں
تیل کان میں ڈالنے سے بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور کان میں کھجلی ہونے
سے تنکا کان میں داخل کرنا اور کان کے میل نکالنے سے چند مرتبہ تنکے کو اندر کرنا
اور پھر نکالنا مفسد نہیں ہے اور دانتوں میں سے نکلا ہوا کوئی روٹی یا بوٹی وغیرہ کا
تھوڑا چنے سے کم نگل لینا مفسد روزہ نہیں ہے کیونکہ ایسی تھوڑی چیز سے احتراز
غیر ممکن ہے اور وہ بمنزلہ تھوک کے ہے چنے کی برابر مفسد روزہ ہے جیساکہ آئندہ
اس کا بیان آتا ہے دانتوں سے خون نکلکر حلق میں پہونچا پیٹ میں نہیں گیا تو روزہ

نہیں گیا اور اگر پیٹ میں بھی چلا گیا اور خون تھوک کی برابر تھا یا تھوک پر غالب تھا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر تھوک غالب تھا تو فاسد نہیں ہوگا لیکن باوجود تھوک غالب ہونے کے بھی اگر خون کا مزہ حلق میں پایا جائے گا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر کسی نے کسی کے نیزہ مارا اور وہ پیٹ تک پہونچا اور نیزہ کی جڑ میں جو لوہا لگا رہتا ہے وہ پیٹ میں رہ گیا تو بروایت صحیح روزہ فاسد نہیں ہوگا اسی طرح تیر ایک طرف سے لگ کر دوسری طرف نکل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر پیکان اندر پیٹ میں رہ گئے تو روزہ فاسد ہوگیا اور اگر کوئی لکڑی وغیرہ اپنی مقعد میں داخل کی اور وہ کچھ اندر گئی اور کچھ ایک طرف سے باہر نکلی رہی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور سب اندر چلی گئی تو روزہ فاسد ہوگیا اور اگر کسی نے کوئی گوشت کا ٹکڑہ یا لقمہ تاگے میں باندھکر نگل گیا پھر اسی وقت فوراً اس کو باہر کھینچ لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا لیکن اگر اس میں سے کچھ جدا ہو کر اندر رہ جائے گا تو روزہ فاسد ہو جاوے گا اسی طرح اگر لکڑی کو نگلا اور ایکطرف سے اس لکڑی کو ہاتھ میں پکڑے رکھا پھر باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر سب کی سب کو نگل گیا اور حلق میں غائب ہوگئی تو روزہ فاسد ہوگیا اور اگر خشک انگلی کو روزہ دار نے اپنی مقعد یا فرج میں داخل کیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اور تر انگلی کو داخل کیا تو فاسد ہوگا کیونکہ کچھ تری اندر رہ گئی اور اگر روئی کو داخل کیا اور وہ غائب ہوگئی تو روزہ فاسد ہوگیا اور اگر اس روئی کا ایک طرف کا حصہ مخرج خارج میں رہا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر روزہ دار نے اتنے مبالغہ سے استنجا پانی سے کیا کہ پانی جہانتک حقنہ پہونچتا ہے پہونچگیا یعنی امعا کے قریب تک تو روزہ فاسد ہو جاوے گا اور ایسا بہت کم ہوتا ہے اور ایسا کرنے سے سخت بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر بھول سے جماع کرنے والے نے یاد آنے پر یا صبح صادق سے پہلے عمداً دخول کرنیوالے نے صبح صادق طلوع ہو جانے پر فوراً اپنا عضو تناسل نکال لیا تو روزہ

نہیں ٹوٹا اگرچہ بعد نکالنے کے انزال ہوا کیونکہ وہ بمنزلہ احتلام ہے اور اگر بلا نکالنے ذکر کے اسی حال پر ٹھیرا اگر حرکت نہیں کی تو وہ روزہ فاسد ہوا فقط اس کی قضا رکھے اور اگر ٹھیرا اور حرکت کی اور پھر انزال ہوا تو قضا وکفارہ دونوں لازم ہونگے[1] اور اگر بھول کی صورت میں یاد آنے پر عضو تناسل لینے کے بعد پھر دخول کیا یا صبح صادق طلوع ہونے کے وقت نکالنے کے بعد پھر دخول کیا تو یہی قضا وکفارہ دونوں لازم ہونگے[2] اسی طرح نوالہ منہ میں رکھا ہی تھا کہ روزہ یاد آگیا اور نوالہ منہ سے نکالکر پھینکدیا یا نوالہ منہ میں رکھنے پر صبح صادق ہوگئی اور نوالہ منہ میں سے نکال کر پھینکدیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر نوالہ کو منہ سے نہ نکالا اور نگل گیا تو کفارہ لازم آئیگا اور اگر نوالہ کو منہ سے نکالنے کے بعد پھر نگل گیا تو کفارہ لازم نہ آئے گا کیونکہ منہ سے نکلی ہوئے نوالہ کو پھر کھانے میں آدمی کو نفرت اور گھن ہوتی ہے تو اس کا کھانا بمنزلہ مٹی کھانے کے ہے لیکن عادتاً آدمی گرم نوالہ کھانے پر منہ جلنے کی وجہ سے نکال کر پھر اس کو کھالیتا ہے

---

[1] لیکن بھول سے جماع کرنیوالہ پر حرکت کرنے سے کفارہ واجب ہونے میں بعض علما کو اختلاف ہے کہ جب بھول سے جماع کرنے کے بعد عمداً کھانا کھالینے پر کفارہ واجب نہیں ہوتا جیساکہ یہ مسئلہ آئندہ بیان ہوگا تو جب بھول سے جماع کیا اور یاد آنے پر اسی حالت میں ٹھیر کر اپنے نفس کو حرکت دی تو بطریق اولے کفارہ واجب نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ حرکت کرنا ابتدا جماع شروع کرنیکی برابر ہے۔ اور جماع اور کھانا کھانا دونو برابر ہیں تو جب بھول سے جماع کرنے کے بعد عمداً پھر کھانا کھالیا یا عمداً پھر جماع کرلیا تو کفارہ واجب نہیں ہوا تو یہاں تحریک نفس سے بھی کفارہ واجب نہیں ہونا یہانتک کہ کفارہ واجب نہ ہونے کو اس صورت مذکرہ میں متفق علیہ کہتے ہیں من اراد التوضیح یرجع الی المطولات مثل ردالمحتار وفتح القدیر وغیرھما ۱۲ منہ

[2] لیکن بھول کی صورت میں یاد آنے پر جماع کرنے میں اسی اختلاف پر جو اوپر حاشیہ میں بیان ہوا یہاں بھی کفارہ واجب نہیں ہونا چاہیئے ۔۔

اور اس سے گھن و کراہت نہیں کرتا اس لئے بعض فتاوٰں میں یہ بھی قید ہے کہ اگر ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھالیگا تو کفارہ لازم آئیگا اور بعد ٹھنڈا ہو جانے کے پھر کھائیگا تو کفارہ لازم نہ آئے گا اور سوائے قبل و دبر کے پیٹ یاران یا ناف میں جماع کرنے سے جبکہ انزال نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹتا اگر انزال ہو گیا تو قضا رکھے کفارہ نہیں ہے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا اور استمنا بالید[۵۱] سے روزہ نہیں ٹوٹتا[۵۲] اور استمنا بالید حرام ہے حدیث میں ہے ناکح الید ملعون اور وجہ حرمت یہی کہ جس تخم کو بقانسل کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس میں اس کو ضایع کرنا اور بے محل صرف کرنا ہے البتہ اگر شہوۃ غالب ہو اور زوجہ یا لونڈی نہ ہوں یا بوجہ کسی عذر کے انکے ساتھ ہم صحبت نہ ہو سکتا ہو اور شہوت کیسلئے ایسا کرلے یا ابتلاے زنا ہونے کے خوف سے کرے تو امید ہے کہ اس گناہ کے عذاب میں گرفتار نہ ہو اور بغرض شہوت رانی سخت گناہ ہے اور اگر کسی چوپایہ جانور سے یا میت سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا[۵۳] تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر کسی چوپایہ جانور کے فرج کو مس کیا یا بوسہ اور انزال ہو گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر مرد نے اپنی پیشاب گاہ میں پانی یا تیل ٹپکایا اگرچہ وہ مثانہ تک پہنچ گیا تو امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر عورت نے اپنی پیشاب گاہ میں تیل یا پانی ٹپکایا تو وہ بالاجماع مفسد روزہ ہے اور اگر روزہ دار کو بحالت جنابت صبح ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا[۵۴] اگرچہ تمام دن اسی حالت جنابت میں رہا اور اگر کسی کی غیبت کی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر ناک کا رینٹ اوپر چڑھانے میں حلق

---

[۵۱] استمنا بالید اپنے ہاتھ سے اپنی منی نکالنے کو کہتے ہیں ۱۲ منہ

[۵۲] لیکن انزال ہو جانے کی صورت میں بروایت مختار قضا رکھے ۱۲ منہ

[۵۳] اور اگر انزال ہو گیا تو قضا رکھے ۱۲ منہ

[۵۴] لیکن اکثر دن یا تمام دن بحالت جنابت رہنا مکروہ ہے جس قدر جلد ہو سکے غسل کرلے ۱۲ منہ

میں اُتر گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اگرچہ وہ رینٹ ناک سے نیچے تک لٹک آیا ہو اسی طرح اگر ہونٹ بات کرنے میں تھوک سے تر ہو گئے اور پھر اس کو نگل گیا یا تھوک بہ کر مثل ڈوری کے ٹھوری تک آگیا اور منقطع نہ ہوا پھر اس کو چڑھا کر نگل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اگرچہ عمداً ایسا کیا اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو شخص تھوک یا کھنکار کے پھینکنے پر قادر ہے تو اس کے عمداً ایسا کرنے سے روزہ فاسد ہو گا پس احتیاط کرنی ضرور ہے کیونکہ مسائل مختلف فیہا میں رعایت مستحب ہے اور منہ میں کوئی چیز چکھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور بقدر مکروہ بھی نہیں اور تاگا بٹنے کیلئے تاگے کو چند دفعہ منہ میں لینا اور تھوک کی تری سے بٹنا روزہ کو فاسد نہیں کرتا اگرچہ کوئی پٹکی تھوک کی تاگہ میں لگی رہجائے لیکن اگر تاگا رنگین ہو اور اس کی رنگت تھوک میں آجاوے اور پھر اس تھوک کو باوجود روزہ یاد ہونے کے نگل جاوے تو روزہ فاسد ہو جائیگا اور اگر کلی کرتے میں یا ناک میں پانی دینے میں باوجود روزہ یاد ہونے کے پانی پیٹ میں اتر گیا تو روزہ فاسد ہو گیا قضا رکھے اور اگر رات کا گمان کر کے جماع کیا پھر فجر معلوم ہونے پر فوراً اپنا عضو تناسل نکال لیا تو روزہ فاسد ہوا قضا رکھے کفارہ نہیں ہے کیونکہ وہ مخطی[1] ہے اگر روزہ دار کی طرف کسی نے کوئی چیز پھینکی اور وہ روزہ دار کے حلق میں چلی گئی یا نہانے میں روزہ دار کے حلق میں پانی چلا گیا تو وہ مخطی ہے قضا رکھے اور اگر دانتوں میں سے کوئی چیز چنے سے کم نکلے اور اس کو کھا لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر وہ چیز چنے کی برابر یا چنے سے زیادہ ہے اور پھر اس کو کھا لیا تو روزہ فاسد ہوا فقط قضا رکھے اور اگر چنے سے کم دانت میں سے نکال کر ہاتھ میں لیکر پھر اس کو کھا لیا تو بھی روزہ فاسد ہوا قضا رکھے بروایت صحیح کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر دانتوں میں سے خون نکلا اور پیٹ میں چلا گیا اگر

[1] مخطی وہ شخص ہے جسکا روزہ اس کے فعل مقصود سے بغیر اسکے ارادہ فساد کے فاسد ہوا ہو ۱۲ منہ

اگر خون و تھوک دونو برابر تھے تو روزہ فاسد ہوگیا اور اگر خون تھوک پر غالب تھا تو بھی روزہ فاسد ہوا قضا رکھے اور اگر تھوک غالب تھا تو کچھ ڈر نہیں اور یہ مسئلہ اوپر بیان ہو چکا اگر سوتے میں پانی پی لیا تو روزہ فاسد ہوا قضا رکھے اور اگر کسی روزہ دار کے حلق میں پانی یا کھانا یا دوا وغیرہ کوئی چیز زبردستی یا بحالت سوتے ہوئے ہونے کے ڈالی گئی تو قضا رکھے اور اگر روزہ دار نے روزہ میں بھول کر کچھ کھا پی لیا یا بھول کر جماع کر لیا یا کسی عورت کے دیکھنے سے انزال ہو گیا یا احتلام ہو گیا یا غلبہ کے ساتھ از خود قے ہوئی اور ان باتوں سے روزہ دار نے یہ گمان کیا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر اس کے بعد عمداً کھا پی لیا یا عمداً جماع کر لیا تو قضا رکھے کفارہ لازم نہیں آتا اور اگر یہ جانتا تھا کہ احتلام سے یا عورت کو دیکھنے پر انزال ہونے سے یا قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور باوجود اس علم کے پھر کھا پی لیا تو کفارہ لازم ہوگا لیکن روزہ میں بھول کر اگر کھا پی لیا یا جماع کر لیا اور پھر اس کے بعد عمداً کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو مطلقاً بروایت صحیح کفارہ لازم نہیں ہوگا خواہ یہ بات جانتا ہو[۱] اور اگر کسی روزہ دار نے حقنہ کیا یا ناک میں دوا وغیرہ ڈالی یا کان میں تیل ٹپکایا تو روزہ فاسد ہو گیا قضا رکھے اور اگر کسی ایسے زخم میں جو جسم کے اندر تک پہونچ گیا ہے یا سر کی چوٹ جو اندر دماغ تک پہنچ گئی ہے دوا ڈالی اور وہ دوا جسم کے اندر یا دماغ تک پہونچ گئی تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اور اس میں معتبر دوا کا جسم و دماغ کے اندر پہنچنا ہے خواہ دوا خشک ہو یا تر ہو یہاں تک کہ اگر خشک دوا کی نسبت یہ معلوم ہوا کہ اندر پیٹ تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر تر دوا کی نسبت یہ معلوم ہوا کہ اندر تک پہنچی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور حقنہ کرنے اور ناک میں دوا اور کان میں تیل ڈالنے میں اندر تک پہنچنے کی قید اس وجہ

۱؎ یہ مذہب امام صاحبؒ کا ہے اور یہی صحیح ہے صاحبینؒ کے نزدیک اگر یہ جانتا تھا کہ اس طرح بھول کر کھانے پینے جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور باوجود اس علم کے پھر کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا ۱۲ منہ

سے نہیں لگائی کہ اس میں دوا کا اندر پہنچنا ظاہر و یقینی ہے حتیٰ کہ اگر ناک میں ڈالنے سے وہ دوا سر تک پہنچی ناک ہی میں رہ گئی ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوا اسی لئے روزہ دار کو چاہیئے کہ پانی سے استنجا کرنے میں زیادہ مبالغہ نکرے اور پانی سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے پونچھ ڈالے تاکہ پانی اندر پہونچکر روزہ کو فاسد نہ کرے اور اسی لئے پانی سے استنجا کرنے میں سانس نہ لے اور اگر روزہ دار کنکر۔ پتھر۔ مٹی۔ گٹھلی۔ روی گھاس۔ کاغذ۔ وغیرہ جن چیزوں کو آدمی نہیں کھاتے اور اس کے کھانے سے کراہت و نفرت کرتے ہیں نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا قضا رکھے اور تمام ان چیزوں کے نگلنے میں جنکو عادتاً آدمی غذا یا دوا نہیں کھاتے کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اسی بنا پر خون کے کھالینے میں قضا رکھے کفارہ نہیں ہے کیونکہ خون کے کھانے سے طبیعت کراہت کرتی ہے اگر سالم انڈہ کو معہ پوست کے یا سالم انار کو معہ پوست کے یا بہی کو جو نہ درخت پر پکی ہو نہ جوش دیکر پکائی گئی ہو سالم نگل گیا یا سالم اخروٹ کو معہ پوست کے یا سالم خشک بادام کو معہ پوست کے یا سالم پستہ کو معہ پوست کے نگل گیا تو کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اور اگر خشک بادام یا خشک پستہ کو معہ مغز کے چبا کر کھائیگا تو کفارہ لازم آئے گا اور خربزہ۔ تربز کا چھلکا اگر خشک ہو گیا یا ایسی حالت میں ہو کہ جس کے کھانے سے نفرت و کراہت ہوتی ہے تو اس کے کھانے سے کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اور اگر تر و تازہ ہو جس کے کھانے سے نفرت نہ ہو تو اس کے کھانے سے کفارہ بھی لازم ہو گا اور سالم کچے چاول یا باجرہ یا مسور یا ماش کھانے سے کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اور ملتانی مٹی کھانے سے کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اور اگر اس کے کھانے کا عادی ہو تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ اور اگر تمام رمضان روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی کچھ نیت نہ کی اور باوجود عدم نیت کے کھانے پینے جماع سے تمام دن مثل روزہ داروں

کے رُکا رہا تو وہ شخص ان روزوں کی قضا رکھے کیونکہ کھانے پینے جماع سے بہ نیت عبادت الٰہی تمام دن رُکے رہنے کا نام روزہ ہے جب بلا نیت رُکا رہا تو بوجہ نہ ہونے نیت کے جو شرط روزہ ہے روزہ نہ ہوا اس لیئے اس کی قضا رکھنا لازم ہے اور کفارہ اس وجہ سے لازم نہیں آتا کہ امام زفرؒ کے نزدیک نیت شرط نہیں اگر تندرست اور مقیم آدمی بلا نیت بھی کھانے پینے جماع سے تمام دن رُکا رہے تو اُن کے نزدیک روزہ ہو جائے گا اور اگر عمداً وہ روزہ توڑ ڈالے گا تو انکے نزدیک کفارہ لازم ہوگا۔ تو امام زفرؒ کے نزدیک وہ بلا نیت بھی روزہ دار ہے اور جب تمام دن رکا رہا نہ کھایا نہ پیا نہ جماع کیا تو روزہ کی توڑنے والی کون سی چیز پائی گئی جس سے کفارہ لازم ہو اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کفارہ تو روزہ عمداً توڑ ڈالنے پر موقوف ہے اور جب یہاں شروع سے بوجہ عدم نیت کے جو شرط روزہ ہے روزہ ہی نہیں ہوا تو معدوم کا فاسد کرنا محال ہے اگر کسی شخص کو بلا نیت روزہ رمضان کی صبح ہو گئی پھر اس نے قبل نیت روزہ کے کھا پی لیا تو وہ قضا رکھے کفارہ نہیں ہے اور اس کی وجہ وہی ہے جو اوپر کے مسئلہ میں بیان ہوئی اور اگر اس شخص نے صبح کو روزہ کی نیت کر لی اور نیت کرنے کے بعد قبل زوال کے[1] کچھ کھا پی لیا تو بھی قضا رکھے کفارہ نہیں ہے بوجہ شبہ اختلاف امام شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک رمضان کا روزہ دن کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا اور جب روزہ ہی نہیں ہوا تو اس میں کھانے سے کفارہ کیونکر واجب ہوگا روزہ کی قضا رکھے اور اگر حلق میں مینہ کا قطرہ یا اولہ یا برف سانس

---

[1] قبل زوال امام صاحب کے نزدیک ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر بعد زوال کے کچھ کھا پی لیا تب تو قضا رکھے کفارہ نہیں ہے اور اگر قبل زوال کے کھا پی لیا تو کفارہ واجب ہوگا کیونکہ قبل زوال نیت کا کر لینا ممکن تھا تو جس کو اس نے کھانے پینے سے فوت کر دیا بخلاف مابعد زوال کے ۱۲ منہ

کے ساتھ چلے گئے تو روزہ فاسد ہو گیا قضا رکھے اور اگر منہ میں غبار چلا گیا یا آنسو یا کے یا چہرہ کے پسینہ کے ایک دو قطرہ چلے گئے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اگر آنسو یا پسینہ کثرت سے منہ میں جمع ہو جائے کہ جس کی نمکینی ساری منہ میں معلوم ہو اور پھر اس کو نگل جائے تو روزہ فاسد ہو گا قضا رکھے اور اگر مردہ عورت سے جماع کیا یا چھوٹے لڑکی سے جو ابھی حد شہوت کو نہیں پہنچی اور قابل جماع نہیں ہے۔ جماع کیا یا کسی چوپایہ جانور سے جماع کیا یا ران یا شکم عورت میں جماع کیا یا ہونٹ کا بوسہ لیا اور چوسا یا گال کا بوسہ لیا اور کاٹا یا فرج کا بوسہ لیا۔ یا عورت کو مس کیا یا اپنے ہاتھ سے استمنا بالید کیا یا اپنی عورت کے ہاتھ سے ایسا کرایا یا عورت نے عورت کے ساتھ فعل کیا اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہو گیا تو روزہ فاسد ہو گیا قضا رکھے اور اگر انزال نہیں ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہوا جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور روزہ رمضان کے سوا اگر اور کوئی روزہ رکھ کر اس کو کھانے یا پینے یا جماع کرنے سے توڑ ڈالے تو قضا رکھے کفارہ نہیں ہے[۵۲] کفارہ صرف رمضان کے ادا روزہ توڑنے کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر سوتی ہوئی روزہ دار عورت سے یا مجنونہ عورت سے جو صبح کو رات کی نیت سے روزہ دار اٹھی تھی پھر جنون ہو گیا جماع کیا گیا تو نائمہ اور مجنونہ پر کفارہ نہیں ہے قضا رکھے لیکن مرد جماع کرنے والے پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے کیونکہ عاقلہ و غیر عاقلہ کے ساتھ دل لگی کرنا برابر ہے کچھ فرق نہیں اور اگر رمضان کا روزہ دار دل کو کسی کی زبردستی اور جبر سے جماع کرے تو اس پر قضا

---

۵۲ کیونکہ کفارہ محض ہتک حرمت رمضان کی سزا ہے جو رمضان کے ادا روزوں کے ساتھ مخصوص ہے اگر رمضان کے قضا روزہ کو فاسد کر دیتا یا اور کسی روزہ کو فاسد کر دے تو اس کے قضا رکھے کفارہ نہیں ہے ۱۲ منہ

ہے کفارہ نہیں ہے اور اگر یہ خیال و گمان کر کے سحری کھالی کہ ہنوز رات ہے حالانکہ اس وقت صبح صادق ہو چکی ہے یا روزہ اس خیال سے کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا حالانکہ اس وقت تک سورج نہیں ڈوبا تھا تو دونو صورتوں میں روزہ کی قضا رکھے اور جب صبح صادق ہونے میں شک ہو تو بہتر یہ ہے کہ کھانا پینا ترک کر دے اور اگر کھالے تو روزہ صحیح ہے جب تک یہ یقین نہ ہو کہ بعد طلوع صبح صادق کے کھایا اور یہ یقین ہونے پر قضا رکھ لے اور اگر غالب رائے یہ ہی ہو کہ سحری ایسے وقت کھائی تھی کہ صبح صادق طلوع ہو چکی ہے تو احتیاطاً قضا کا روزہ رکھے اگرچہ بروئے ظاہر الروایہ اس پر قضا نہیں ہے اور یہی صحیح ہے مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب کچھ ظاہر نہ ہوا اور جب صاف ظاہر ہو جائے کہ جس وقت سحری کھائی صبح صادق طلوع ہو چکی تو پھر قضا واجب ہے کفارہ نہیں ہے اور جب دو آدمی طلوع صبح صادق پر گواہی دیں اور دو آدمی صبح صادق طلوع نہ ہونے پر گواہی دیں اور پھر کچھ کھا پی لے اور پھر ظاہر ہو کہ صبح صادق طلوع ہو گئی تھی تو اس پر بالاتفاق قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے کیونکہ اس بات کی شہادت مقبول ہو گی اور نفی کی شہادت لغو ہے اور اگر ایک آدمی نے طلوع صبح صادق پر گواہی دی اور دو آدمیوں نے صبح صادق طلوع نہ ہونے پر گواہی دی اور پھر کچھ کھا پی لیا پھر ظاہر ہوا کہ صبح صادق طلوع ہو گئی تھی تو کفارہ نہیں ہے اس لئے کہ ایک آدمی کی گواہی حجت نہیں ہے اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ دیکھ صبح صادق طلوع ہو گئی

ل؂ اور اگر صبح صادق طلوع ہونے نہ ہونے میں شک کیا اور پھر سحری کھالی اور کھانے کے بعد پھر تحقیق طور پر یقین ہو گیا کہ اس وقت صبح صادق طلوع ہو چکی تھی تو اس صورت میں بھی قضا رکھئے کفارہ نہیں ہے ۱۲ منہ

یا نہیں اُس نے دیکھکر کہا کہ ابھی صبح صادق طلوع نہیں ہوئی پھر مرد نے اپنی عورت سے جماع کیا پھر ظاہر ہوا کہ صبح صادق طلوع ہو گئی تھی تو بروایت صحیح مرد پر کفارہ نہیں اور اگر جانتی تھی کہ صبح صادق طلوع ہو گئی اور باوجود اس علم کے پھر کھایا پیا جماع کیا تو اس پر کفارہ ہے اور جب تک سورج کے ڈوبنے میں شک ہو روزہ افطار کرنا نہیں چاہیئے جب غروب آفتاب پر یقین ہو جاوے یا غروب آفتاب پر غالب گمان ہو جاوے اس وقت روزہ افطار کرنا چاہیئے کیونکہ غلبہ ظن بھی بمنزلہ یقین ہے یہاں تک کہ بحر الرائق میں بحوالہ بزازیہ لکھا ہے کہ جب تک غالب گمان غروب آفتاب پر نہ ہو روزہ افطار نہ کریں اگرچہ موذن اذان دیدے اگر روزہ افطار کر لیا اور غالب رائے یہ ہے کہ ابھی سورج نہیں ڈوبا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں ہیں کیونکہ غالب رائے بمنزلہ یقین ہے خواہ قبل غروب کے کھانا پینا ظاہر ہوا یا کچھ بھی ظاہر نہ ہوا اور اگر دو آدمیوں نے سورج ڈوب جانے کی گواہی دی اور دو آدمیوں نے نہ ڈوبنے کی گواہی دی پھر روزہ افطار کر لیا اس کے بعد ظاہر ہوا کہ سورج نہیں ڈوبا تھا تو بالاتفاق قضا رکھنی پڑے گی کفارہ نہیں ہے کیونکہ اس نے شہادت اثبات پر اعتبار کر کے روزہ کھولا بعض کے نزدیک سحری اور افطار اٹکل پر کرنا درست ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر وہ خود یا اور کوئی صبح صادق کو نہیں دیکھ سکتا تو پھر اٹکل سے کر سکتا ہے اور سحری ایک عادل آدمی کے قول پر بھی کر سکتا ہے اور جو بڑے شہروں میں سحری کے وقت ڈنکا بجتا ہے اگر وہ ٹھیک وقت پر بجتا ہے تو اس کے اعتبار پر بھی سحری کر سکتا ہے اور مرغ کی آواز پر بھی اگر بارہا کے تجربہ سے یہ بات معلوم ہو چکی ہو کہ وہ مرغ ٹھیک وقت پر آواز کر سکتا ہے سحری کرنے میں کچھ ڈر نہیں بعض کے نزدیک مرغ کی آواز پر اعتبار و اعتماد درست نہیں بعض کے نزدیک

روزہ اٹکل پر افطار کرنا درست نہیں اور ایک آدمی کے قول پر بھی اعتبار کر کے افطار کرنا درست نہیں دو آدمی ہونے چاہئیں لیکن بظاہر اگر ایک آدمی عادل ہو تو اس کے اعتبار پر افطار کرتے ہیں کچھ ڈر نہیں ہاں اگر اس کو سچا نہ جانتا ہو یا وہ مستورالحال ہو تو اس پر اعتبار کر کے روزہ افطار کرنا جائز نہیں اور اگر اس شہر کے غریب دیہاتی آدمی رمضان کی ۳۰ تاریخ کو شہر کے گولہ کی آواز یا نقارہ کی آواز سے یہ خیال کر کے کہ آج عید ہے روزہ افطار کرلیں حالانکہ وہ گولہ یا نقارہ کسی اور بات کا ہو تو اُنپر کفارہ نہیں ہے قضا رکھیں۔ اور پوری تحقیق و دریافت کے بعد افطار کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں احتمال ضرور ہے کہ گولہ یا نقارہ کسی اور بات کا ہو یا نقارہ بجانیوالا گولہ چھوڑنے والا غیر عادل ہو اور اگر گولہ کی آواز پر افطار کرنے میں بھی اسی وجہ سے اٹکل کر کے روزہ افطار کرنا چاہیئے اور بروے ظاہر مذہب افطار اٹکل سے درست ہے کیونکہ اٹکل سے غلبہ ظن ہو جاتا ہے اور غلبہ ظن بمنزلہ یقین ہے بغیر اٹکل کے محض گولہ کی آواز پر روزہ کھولنا درست نہیں اس لئے کہ گولہ کی آواز سے غلبہ ظن حاصل نہیں ہوتا اور یہ احتمال رہتا ہے کہ گولہ چھوڑنے والا عادل و محتاط نہ ہو یا کسی اور بات کا گولہ چھوٹا ہو۔[1] اور جس شخص نے صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد

[1] علامہ شامی ردالمختار میں لکھتے ہیں کہ بعض علما کہتے ہیں کہ گولہ کی آواز اگرچہ گولہ چھوڑنیوالا فاسق ہی ہو ہمارے زمانہ میں اس وجہ سے مفید غلبہ ظن ہے کہ ہر روز شام کے قریب گولہ چھوڑنے کا وقت دارالقضا سے معین کر دیا جاتا ہے اور وزیر وغیرہ کو بھی تبلا دیا جاتا ہے اور پھر ٹھیک وقت معین پر زیر اہتمام وزیر اور اعوان وزیر کی چھوٹتا ہے اس لئے گمان غالب یہ ہی ہے کہ خطا و غلطی نہیں ہوتی ورنہ سب لوگوں کے گناہگار ہونے اور مہینہ بھر کے روزوں کی قضا واجب ہونے کا وبال بتمامہ ان پر ہے لوگ تو اس کی آواز سنکر بلا اٹکل اور غلبہ) دیکھو صفحہ ۵۵

اس گمان پر سحری کھائی کہ ابھی رات ہے اور جس شخص نے اس گمان پر روزہ کھول لیا کہ سورج غروب ہو گیا اگرچہ انکو بوجہ فاسد ہو جانے روزہ کے اس کی قضا رکھنی پڑیگی مگر ان کو سارا دن کھانے پینے اور جماع سے مثل روزہ داروں کے اس دن بند رہنا بھی بروایت اصح واجب ہے اور ایک روایت میں بند رہنا مستحب ہے اسی طرح جو مسافر نصف النہار کے بعد یا نصف النہار سے پہلے کھانا کھانے کے بعد مقیم ہوا اور حائض اور نفساء کو طلوع فجر پر یا طلوع فجر کے پاک ہونے پر اور مجنون کو افاقہ کے بعد جبکہ کھانا کھا چکا ہو یا وقت نیت نفساء ہو گیا ہو اور بیمار کو تندرست ہو جانے کے بعد یا جس نے عمداً کھانے پینے جماع سے روزہ توڑ ڈالا یا کسی نے جبراً روزہ تڑوا دیا یا خطاءً ٹوٹ گیا جیسے کلی کرنے سے حلق میں پانی چلا گیا یا لڑکا نصف النہار پر بالغ ہو گیا یا کافر اسلام لے آیا ان سب کو بقیہ یوم میں مثل روزہ داروں کے کھانے پینے جماع سے بند رہنا چاہیئے[۵] لیکن حائض و نفساء کو بحالت حیض و نفاس اور مریض کو بحالت مرض اور مسافر کو بحالت سفر روزہ داروں کی مشابہت کرنا یعنی بند رہنا اجماعاً واجب نہیں حائض و نفساء ایک روایت کی رو سے پوشیدہ کھائیں پئیں اور ایک روایت یہ ہے کہ کھلم کھلا کھائیں پئیں اور مریض و مسافر ایک روایت میں ہے کہ کھلم کھلا کھائیں پئیں اور مسافر و مریض و مجنون نے قبل نصف النہار کے اگر کچھ کھایا یا پیا نہ ہو اور فرض روزہ کی نیت کرلیں تو روزہ

بقیہ صفحہ ۵۴ - خلق روزہ افطار کر لیتے ہیں تم کلام الشامی لیکن فی زمانہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت نہیں ہے جو ایسا انتظام واہتمام ہو سکے اس لئے اٹکل کر کے جب غروب آفتاب پر یقین یا غالب گمان ہو جائے اس وقت روزہ افطار کرنا چاہیئے ہر معتبر آدمی کے گولہ چھوڑنے پر بلا اطمینان روزہ کھولنا نہیں چاہیئے ۱۲ منہ

ف۵ اور سوائے لڑکے کے جو بالغ ہوا اور کافر کے جو اسلام لے آیا باقی سب کو اپنے فوت شدہ روزہ کی قضا رکھنی پڑیگی ۱۲ منہ

ادا ہو جائے گا حائض و نفساء اگر قبل نصف النہار پاک ہو جانے کے بعد روزہ کی نیت کریں تو انکا روزہ فرض یا نفل ہرگز کچھ نہ ہوگا کیونکہ وقت کے اوّل جزو میں جو سبب روزہ کا ہے حائض و نفسا میں اہلیت روزہ کی نہ تھی اور روزہ عبادت واحد ہے اس کی تجزی نہیں ہوتی جب اس کے اول وقت میں اس کی اہلیت نہ پائی گئی تو بقیہ اجزاء یوم میں بھی وہی حکم قایم ہوگا۔

بچوں سے روزہ رکھوانا

اور بچے میں جب روزہ رکھنے کی طاقت وقدرت پائی جاوے تو اس سے روزہ رکھوایا جاوے اور اس کے لئے کوئی خاص وقت معین نہیں ہے سردی وگرمی کے موسم اور حالت جسم کے اختلاف سے اس کا وقت بھی مختلف ہوتا ہے مگر جب بچہ دس برس کا ہو جاوے اور روزہ نہ رکھے تو بچہ کو مثل نماز کے مار کر اور تنبیہ کر کے رکھوانا چاہیئے اور تیرہ برس سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ جب اپنے بچہ کو پہلا روزہ رکھوادیں تو حسب مقدار اپنی اعزہ اور احبا اور مساکین وغربا کو بلا کر انکا روزہ افطار کرائیں اور انکو کھانا کھلائیں روزہ افطار کرانے کا بڑا اجر و ثواب ہے فرمایا حضور اکرم نبی کریم صلعم نے من فطر صائما او جھز غازیا فلہ مثل اجرہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور فرمایا آنحضرت صلعم نے من فطر صائما کان لہ مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبتہ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیران ینتقص من اجرہ شیئ رواہ البیہقی فی شعب الایمان اس ماہ مبارک میں روزداروں کو کھلانے پلانے کا بڑا ثواب ہے اگر ممکن ہو تو ہر سال بتقریب روزہ کشائی دوست احباب وغیرہ کو کھانا کھلائیں ورنہ بچوں کے روزہ رکھوانے پر تو ضرور کھانا کھلا کر ثواب دارین حاصل کریں اور بچہ اگر روزہ کو فاسد کردے تو اس سے قضا نہ رکھوائی جاوے کیونکہ اس میں بچہ کو مشقت ہے۔ نماز کی قضا پڑھوائی جاوے کیونکہ اس میں کچھ مشقت نہیں۔ اور یہ مسئلہ بھی یاد رکھو کہ جن صورتوں میں کفارہ واجب نہ ہونے کا حکم بیان ہوا وہ اسی وقت تک ہے کہ

جب وہ فعل پھر دوسری دفعہ اس شخص سے روزہ توڑنے کے ارادہ سے سرزد نہ ہوا اگر پھر دوبارہ روزہ توڑنے کی غرض سے وہ فعل کرے گا تو بروایت سفتی یہ اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

جو عاقل بالغ آدمی عمداً بلا اجبار واکراہ کے کسی پوری مشتہاۃ بالغہ زندہ عورت سے رمضان کے روزہ میں دن کو قبل یا دبر میں جماع کرے یا کرائے تو اس پر قضا وکفارہ دونوں واجب ہوں گے[۱] اور انزال ہونا شرط نہیں ہے جب حشفہ قبل یا دبر میں غائب ہو جاوے تو قضا وکفارہ دونو واجب ہو جائینگے۔ اگر عورت بھی رضامند ومطیع ہو تو اس پر بھی مثل مرد کے قضا وکفارہ دونوں ہیں اور اگر جبراً مرد نے یہ فعل کیا اور عورت رضامند ومطیع نہ ہوئی تو عورت پر صرف قضا ہے کفارہ بالاجماع اس پر نہیں ہے اور اگر ابتدا میں تو عورت رضامند ومطیع نہ تھی مرد نے جبر واکراہ سے یہ فعل کیا لیکن درمیان میں رضامند ومطیع ہو گئی تب بھی عورت پر قضا ہے کفارہ نہیں اور اگر عورت نے مرد پر جبر کیا اور مرد نے جبر واکراہ سے اس کے ساتھ جماع کیا تو بروایت اصح ومفتی یہ مرد پر کفارہ نہیں اور لواطت میں ہے صاحبین کے نزدیک فاعل پر قضا وکفارہ ہے اور امام صاحبؒ سے اس میں دو روایت ہیں ایک مثل صاحبین کے اور دوسری کفارہ واجب نہ ہونے کی لیکن اکثر مشائخ نے صاحبین ہی کے قول کو لیا ہے

جن باتوں سے صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ان کا بیان

---

[۱] عاقل بالغ کی قید سے مجنوں ولڑکا خارج ہو گئے کیونکہ وہ مخاطب باحکام نہیں ہیں اور عمداً کی قید سے مخطی اور مکرَہ اور ناسی خارج ہو گئے اور مشتہاۃ کی قید سے چارپایہ جانور اور مردہ عورت اور صغیرہ خارج ہو گئے اور روزہ ماہ رمضان کی قید سے دیگر روزہ اور رمضان کی قضا کے روزہ خارج ہو گئے کیونکہ ان کے فاسد کرنے پر کفارہ نہیں ہے بوجہ ہتک حرمت رمضان کے ادائے رمضان کا روزہ فاسد کرنے پر کفارہ بطور حد وسزا کے ہے ۱۲ منہ

اور قضا بالاتفاق واجب ہے۔ اسی طرح جو چیزیں غذا یا دوا یا آدمی کھاتے پیتے ہیں ان میں سے عمداً کوئی چیز کھالے یا پی لے تو بھی قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں[۱] اور قاعدہ کلی یہ ہے کہ جس چیز کی عادتاً کھانے پینے سے اندر کی بدن کی اصلاح اور فائدہ ہو اس کو منہ کے ذریعہ کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کنکر یا گٹھلی کے نگلنے سے اگرچہ بظاہر روزہ کا توڑنا ہے مگر چونکہ معناً یعنی غذا یا دوا اس سے اصلاح اور فائدہ بدن نہیں ہوتا اس لئے کفارہ نہیں ہے اور حقنہ رکھنے میں اگرچہ معناً اس سے اصلاح بدن متصور ہے لیکن صورتاً وہ کھانا نہیں ہے اس لئے کفارہ نہیں ہے اسی طرح صحیح سالم خشک اخروٹ یا بادام کو نگل لینا اگرچہ صورتاً کھانا ہے مگر معناً کھانا نہیں کیونکہ اس کو نہیں کھاتے اس لئے وہ بھی کنکر و گٹھلی کے حکم میں ہے یا خشک کچا آٹا یا گندھا کچا آٹا کھانا اگرچہ صورتاً کھانا ہے مگر معناً کھانا نہیں کیونکہ اس طرح اس سے مقصود تغذی یا تداوی نہیں ہوتی اور درخت کے پتے کھانے میں اگر عادتاً اس کو کھاتے ہیں تو قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے اور اگر عادتاً نہیں کھاتے تو صرف قضا واجب ہوگی اور اگر اپنے یا کسی اور کے منہ کے نکلے ہوئے تھوک کو نگل گیا کفارہ نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کو اس سے تنفر و کراہت ہوتی ہے ہاں اگر آپنے کسی محبوب معشوق کا تھوک نگل گیا تو کفارہ واجب ہوگا کیونکہ اس سے نفرت اور گھن نہیں ہوتی اسی طرح اگر نوالہ کو منہ سے نکالکر پھر کھا گیا تو بروایت اصح کفارہ نہیں ہے کیونکہ اس کے کھانے سے نفرت اور گھن آتی ہے غرضیکہ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی مراد تغذی سے یہ ہے کہ جس کے کھانے سے بدن کی اصلاح اور فائدہ ہو اور وہ عادتاً بطور غذا یا دوا یا بطور حصول لذت کھائی جاتی ہو دیکھو گندھے ہوئے کچے آٹے یا خشک کچے آٹے میں اگرچہ صلاح بدن اور غذائیت ہے مگر اس مطلب کے لئے اس طرح عادتاً نہیں کھایا جاتا اور منہ سے

[۱] اور امام شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ کے نزدیک بجز جماع کے کھانے پینے سے کفارہ لازم نہیں آتا ۱۲ منہ

نکلے ہوئے نوالہ میں بھی صلاحیت غذا اور صلاح بدن ہے لیکن بوجہ کراہت اس کو حکماً اس صلاحیت سے خارج کیا گیا اور محبوب کے تھوک کو بوجہ تلذذ اس میں داخل رکھا گیا کیونکہ کفارہ بطور حد کے زجر و توبیخ ہے اور زجر و توبیخ کے لئے ان ہی چیزوں کی ضرورت ہے جن چیزوں کو آدمی عادتاً کھاتا پیتا ہے اور جنکو عادتاً کھاتا پیتا نہیں ان سے تو آدمی خود ہی باز رہتا ہے جس طرح شراب کے پینے پر بوجہ لذت شکر حد رکھی گئی پیشاب یا خانہ یا خون کے کھانے پینے پر حد نہیں رکھی گئی کیونکہ ہر شخص بالطبع اس سے کراہت و نفرت کرتا ہے اور کچے گوشت کے کھانے میں اگرچہ مرے ہوئے جانور کا ہو جبتک کہ اس میں کیڑے نہ پڑے ہوں اور بدبودار نہ ہوا ہو کفارہ واجب ہے حالانکہ کچے گوشت کے کھانے سے بھی نفرت و کراہت ہوتی ہے مگر غالباً اس وجہ سے کفارہ ہے کہ گوشت سے فی نفسہ مقصود تغذی اور اصلاح بدن ہے منہ سے نکلے ہوئے نوالہ اور کچے آٹے سے یہ مقصود نہیں

پس اسی اصول پر جب رمضان کے روزہ میں
دن کو کسی قسم کی کوئی روٹی یا کسی قسم کا کوئی کھانا یا کسی قسم کا کوئی حلوا یا کسی قسم کا کوئی روغن یا کسی قسم کا کوئی دودھ عمداً کھا پی لیگا تو قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور ہڑ اور مشک اور زعفران اور کافور کو کھانے سے قضا و کفارہ واجب ہوگا اور سرکہ اور زعفران کا پانی اور کسم کا پانی اور باقلے کا پانی اور خربزہ تربز کھیرا ککڑی کدو کا پانی انگور کا پانی اور بینہ کا پانی اور برف اور اولہ کے کھانے پینے سے قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور جو مٹی دواءً استعمال ہوتی ہے جیسے گل ارمنی وغیرہ انکے کھانے سے بھی قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور کچا گوشت و چربی کھانے سے قضا و کفارہ دونو لازم ہوں گے اور بھنے ہوئے جو نگلنے سے قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے کچے بے بھنے کھانے سے کفارہ واجب نہ ہوگا اور درختوں کے پتے اور نباتات

جنکو عادتاً کھایا جاتا ہے انکے کھانے سے قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور جنکو عادتاً نہیں کھاتے انکے کھانے سے صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب ہوگا اور نمک کے کھانے میں بروایت صحیح ومختار کفارہ ہے اور اگر کسی شخص نے پچھنے لگوائے یا فصد کھلوائی یا سرمہ لگایا یا عورت کو ہاتھ لگایا یا شہوت سے بوسہ لیا یا بلا انزال مباشرۃ فاحشہ ہوئی یا کسی چوپایہ جانور سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا یا بیشک انگلی ڈبر میں کی اور ان میں سے کسی فعل کے کرنے پر یہ گمان کیا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر عمداً کھا پی لیا تو اس پر قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے کیونکہ ان امور سے روزہ ٹوٹنے کا گمان نہیں ہو سکتا ہاں اگر کھا پی لیتا یا جماع کر لیتا یا احتلام ہو جاتا یا عورت کے دیکھنے سے انزال ہو جاتا یا از خود قے آجاتی اور ان امور سے یہ گمان کرتا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر عمداً کھا پی لیتا تو بوجہ شبہ کے کفارہ واجب نہ ہوتا اور پچھنے اور فصد اور سرمہ وغیرہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا گمان محض بے موقعہ و بے محل گمان ہے اس لئے قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور اگر کوئی مفتی[۱] یہ فتویٰ دیدے کہ پچھنوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو پھر بوجہ پیدا ہو جانے کے عمداً کھا لینے پر کفارہ واجب نہ ہوگا اگرچہ مفتی خطا ہی کرے کیونکہ پھر اس کا گمان بے محل نہ ہوگا یا کوئی حدیث سنی[۲] اور اس کی تاویل و تفسیر نہ سمجھی تو بھی بوجہ پیدا ہو جانے شبہ کے پھر عمداً کھا لینے سے کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر داڑھی میں تیل ڈالکر یا غیبت کر کے یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور پھر عمداً کھا پی لیا تو کفارہ و قضا دونو لازم ہوں گے اور بعض علماء کے نزدیک غیبت کا حکم بھی بوجہ

---

[۱] مثلاً حنبلی مفتی ایسا فتویٰ دیدے کیونکہ امام اوزاعیؒ اور امام احمد حنبل کے نزدیک پچھنوں سے بحسب ظاہر حدیث افطر الحاجم والمحجوم روزہ فاسد ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

[۲] جیسا کہ حدیث میں ہے افطر الحاجم والمحجوم یا حدیث میں ہے خمس یفطرن الصائم الکذب والغیبة والنمیمة والیمین الکاذبة والنظر بشهوة ۱۲ منہ

شبہ کے مثل پچھنوں کے ہے کہ اگر کوئی مفتی یہ فتوی دیدے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا حدیث سنکر اور اس کی تاویل نہ جانکر یہ سمجھے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر عمداً کھالی ہے تو بوجہ شبہ کے کفارہ واجب نہ ہوگا اور صاحب بحرالرائق اسی کو بوجہ شبہ ارجح کہتے ہیں مگر علامہ شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں کہ غیبت کی حدیث سے بالاجماع ثواب آخرت کا جاتا مراد ہے اس کے ظاہر پر کسی کا عمل نہیں ہے برخلاف پچھنوں کی حدیث کے کہ اس کے ظاہر پر امام اوزاعیؒ اور امام احمد حنبلؒ کا عمل ہے اس لئے حدیث غیبت سے کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا اور عمل اسی پر ہونا چاہئیے جس پر اکثر ہیں اور اگر روزہ دار ایک بوتل کی برابر کوئی چیز باہر سے اٹھا کر عمداً کھا گیا یعنی نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور بروایت صحیح قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے لیکن اگر اس طرح چبا کر کھالیا کہ وہ منہ میں حمیٹ کر نیست و نابود ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا لیکن اگر حلق میں اس کا مزہ پایا جائے گا تو روزہ فاسد ہوگا اور ہر چھوٹی چیز کے چبا کر کھانے میں یہ اصول قابل یاد رکھنے کے ہے کہ جب حلق میں اس کا مزہ پایا جاوے۔ تو وہ مفسد روزہ ہے۔

اور روزہ توڑنے کا کفارہ مثل کفارہ ظہار[۵۱] کے یہ ہے کہ اول غلام آزاد کرے اور اگر غلام نہ پاوے[۵۲] تو دو مہینہ کے متواتر روزے رکھے سوائے عذر حیض کے اور کسی عذر سے

---

[۵۱] کفارہ ظہار کی یہ آیۃ ہے والذین یظاھرون من نساءھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ واللّٰہ بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ۱۲ منہ

[۵۲] حنفیوں کے نزدیک نہ پانے سے یہ مراد ہے کہ اس کے پاس غلام موجود نہ ہو اگر غلام موجود ہو خواہ فاضل وزائد ہو یا نہ ہو تو غلام ہی آزاد کرے اگرچہ خود اس کی خدمت کا محتاج ہو اور اگر غلام نہ ہو مگر غلام کی قیمت موجود ہو اگرچہ زائد و فاضل ہو تو غلام خریدنے کی ضرورت نہیں روزے رکھے ۱۲ منہ

یا بلا عذر اگر بیچ میں روزہ ترک کر دے تو پھر از سرنو شروع[۵۱] کرے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور یہ کفارہ مرد عورت غلام آزاد بادشاہ امیر غریب سب پر برابر ہے جو غلام کفارہ میں آزاد کیا جائے[۵۲] خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا جائز ہے لیکن اندھا یا دونو ہاتھ کٹا ہوا یا دونو پیر کٹا ہوا یا دونو ہاتھ کے انگوٹھے کٹا ہوا اور لا یعقل مجنون اور مدبر اور مکاتب کہ جس نے کچھ مال کتابت ادا کیا ہو اور ام ولد کا آزاد کرنا کفارہ میں جائز نہیں ہاں جس غلام نے کچھ بھی بدل کتابت ادا کیا ہو اس کا آزاد کرنا جائز ہے اور کفارہ میں روزے ان دو مہینوں کے پے در پے رکھے جن میں رمضان شریف اور عید الفطر اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق نہ ہوں کیونکہ اگر درمیان میں سوائے عذر حیض کے سلسلہ تواتر منقطع ہو جائے گا خواہ عذر سے ہو یا بلا عذر تو شروع سے رکھنے پڑینگے لیکن کفارہ ظہار میں ان دو مہینوں کے درمیان جس عورت سے ظہار کیا ہے اگر اس سے سہواً یا عمداً خواہ دن کو یا رات کو جماع کرے گا تو سلسلہ تتابع منقطع ہو کر پھر از سر نو دو مہینہ کے روزے رکھنے پڑینگے کفارہ صوم اور کفارہ قتل میں جماع کرنے سے سلسلہ تتابع منقطع نہیں ہوگا اس میں تو صرف عذر سے یا بلا عذر درمیان میں روزہ چھوڑ دینے سے سلسلہ تتابع منقطع ہوگا اور بعذر حیض روزہ چھوڑنے سے بھی تواتر و تتابع منقطع نہ ہوگا اور اگر بوجہ مرض یا بڑھاپے کے روزے کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے یعنی ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر کے نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ایک صاع کھجوریں یا جو یا جو کا آٹا یا انکی قیمت دیدے یا دونو وقت صبح و شام ساٹھ آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے خواہ کوئی کم کھاوے یا زیادہ کھاوے گر چھوٹے سے دودھ پیتے بچہ کو کھلانا جائز نہیں

---

۵۱ اور نفاس سے بھی از سر نو شروع کرے ۱۲ منہ

۵۲ امام شافعیؒ کے نزدیک کافر کا اس میں آزاد کرنا جائز نہیں ۱۲ منہ

کیونکہ وہ پوری غذا نہیں کھاتا ایک آدمی کو ساٹھ دن تک دونو وقت پیٹ بھر کر کھلاوے یا بقدر مذکور ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دیدے اور کھانا کھلانے میں دونو وقت روٹی کے ساتھ سالن[1] ہونا بہتر ہے اور اگر جَو کی یا باجرہ جوار کی روٹی ہو تو سالن کا ہونا شرط ہے گیہوں کی روٹی کے ساتھ شرط نہیں ہے اور اپنے اصول اور فروع اور احد الزوجین اور اپنے غلام اور سیّد کو دینا درست نہیں۔ اب جس شخص نے دن میں قبل نصف النہار رمضان کے روزہ کی نیت کی رات سے نیت معین نہیں کی پھر عمداً کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو بوجہ اختلاف امام شافعیؒ کے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک دن کی نیت سے رمضان کا روزہ نہیں ہوتا اور جبراً کھانے پینے یا جماع سے بھی کفارہ ساقط ہو جائیگا اور اگر مقیم آدمی نے رات سے روزہ کی نیت کی پھر اس نے عمداً کھانے یا پینے یا جماع سے روزہ توڑ ڈالا پھر از خود قدرتی طور پر بلا اس کے کسی فعل کے کوئی سبب روزہ کا ساقط کرنیوالا پیدا ہو گیا مثلاً اتفاقیہ ایسا بیمار ہو گیا کہ جس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے یا عورت کو حیض آگیا تو اب قضا رکھے کفارہ ساقط ہو جائے گا اور اگر اپنے آپ کوئی زخم لگا کر بیمار ہو گیا تو ایک روایت میں کفارہ ساقط ہو جائے گا مگر روایت معتمد یہ ہے کہ کفارہ ساقط نہ ہو گا کیونکہ یہ خود اسی کا فعل ہے اور روزہ توڑنے کے بعد اگر کوئی جبراً سفر میں لے جایا گیا تو ایک روایت میں کفارہ ساقط ہو گا اور روایت معتمد یہ ہے کہ کفارہ ساقط نہ ہو گا اور اگر اپنی خوشی سے سفر کریگا تو بالاتفاق کفارہ ساقط نہ ہو گا اسی طرح اگر اس کو اس دن حیض آنے کی عادت تھی یا بخار آنے کی باری تھی اور رات سے رمضان کے روزہ کی نیت کر کے پھر روزہ توڑ ڈالا پھر اس دن بخار یا حیض نہ آیا تو ایک روایت میں کفارہ ساقط نہ ہو گا اور

---

[1] عربی میں لفظ اِدام ہے اور وہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے روٹی لگا کر کھائی جاوے خواہ دال ہو یا ترکاری ہو یا گوشت ہو حدیث میں ہے نعم الادام الخل سرکہ اچھا سالن ہے ۱۲ منہ

اسی کو صحیح کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک کفارہ ساقط ہوجائیگا اور اسی کو معتمد کہتے ہیں اور ایک رمضان میں دو دفعہ کھانے یا پینے یا جماع سے اگر روزہ توڑ ڈالا اور پہلے کا کفارہ نہیں دیا تو دونو کا ایک کفارہ کافی ہے لیکن اگر پہلے کا دیدیا تو پھر دوسرے کا دوبارہ دینا ہوگا اور اگر دو رمضانوں میں دو روزے توڑ ڈالے اور پہلے رمضان کا کفارہ نہیں دیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس میں بھی دونو رمضانوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے اور یہی معتمد ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ دو کفارہ دے بعض کے نزدیک یہی صحیح اور ظاہر الروایۃ ہے اور بعض کے نزدیک قابل فتوی یہ امر ہے کہ کھانے یا پینے سے چند دفعہ روزہ توڑنے میں اگر پہلے کا کفارہ نہیں دیا تو سب کا ایک کفارہ کافی ہے اور اگر جماع سے مکرر روزہ توڑا اور پہلے کا کفارہ نہیں دیا تو ہر ایک کا کفارہ الگ الگ دینا چاہیے سب کا ایک کفارہ کافی نہ ہوگا کیونکہ جماع سخت قصور ہے اسی لئے امام شافعیؒ کے نزدیک صرف جماع ہی سے روزہ توڑنے پر کفارہ ہے کھانے پینے سے روزہ توڑنے میں کفارہ نہیں ہے اور جو شخص رمضان میں عمداً روزہ توڑ ڈالے اور پھر دوبارہ اس کے روزہ توڑنے کا خوف ہو تو اس کو قید کیا جاوے اور تعزیر دیجاوے اور جو شخص عمداً علی سبیل الشہرۃ رمضان میں بلا عذر دن کو کھائے پیئے تو اس کو قتل کیا جاوے۔

روزہ میں قے کا مسئلہ

اور اگر از خود روزہ میں قے آگئی خواہ منہ بھر کر آئی یا کم اور نکل گئی اور لوٹ کر پیٹ میں نہیں گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر بلا اس کے کسی فعل کے وہ قے خود لوٹ کر پیٹ میں چلی گئی اگرچہ وہ منہ بھر کر تھی اور اس شخص کو اپنا روزہ سے ہونا بھی یاد تھا تو امام محمدؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اگر خود اس قے کو جو منہ بھر کر آئی تھی لوٹا کر پیٹ میں لیگیا خواہ سب قے کو لیگیا یا بعض کو اگرچہ وہ بعض چنے کی برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو تو بالاتفاق روزہ فاسد ہوجائے گا قضا رکھے کفارہ نہیں ہے اگر وہ قے جس کو خود لوٹا کر پیٹ میں لے گیا منہ بھر کر نہ تھی تو بروایت صحیح مختار

روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر از خود تو قے نہیں آئی اس نے عمداً باوجود یاد ہونے روزہ کے خود قے کی اگر منہ بھر کر ہے تو خواہ وہ خود لوٹ کر پیٹ میں گئی یا یہ خود لوٹا کر پیٹ میں لے گیا یا یہ کہ نہ تو وہ خود لوٹی نہ اس نے خود لوٹایا بالاجماع روزہ فاسد ہوگیا اور اگر وہ منہ بھر کر نہیں ہے اس سے کم ہے اور وہ نہ خود لوٹ کر پیٹ میں گئی نہ اس نے خود لوٹایا تو امام ابویوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک فاسد ہوگا اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور اگر وہ قے خود لوٹ کر پیٹ میں چلی گئی تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر اس نے خود لوٹایا تو ایک روایت میں روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہی اصح ہے اور ایک روایت میں فاسد ہوگا اب یہ تفصیل جو قے کی بیان ہوئی کھانا یا پانی یا صفرا یا خون کی قے کے متعلق ہے بلغم کی قے خواہ پیٹ میں سے چڑھ کر آئی یا سر میں سے اتر کر آئی مطلقاً[1] مفسد روزہ نہیں ہے یعنی خواہ قے بلغم کی خود آئی یا یہ شخص خود قے کرے خواہ منہ بھر کر ہو یا اس سے کم ہو خواہ قے خود پیٹ میں لوٹ جائے یا یہ شخص خود قے کو پیٹ میں لوٹا کر لیجائے۔

روزہ میں کسی چیز کو چکھنا یا چبانا بلا عذر مکروہ ہے[2] اور اگر کسی عورت کا شوہر یا لونڈی کا مولا بدمزاج ہو تو کھانے کا نمک چکھنا اس کو مکروہ نہیں اسی طرح چھوٹے بچہ کو کوئی چیز چبا کر منہ میں دینے کیلئے جبکہ کوئی بے روزہ دار عورت حائض یا نفساء نہ ملے یا نکلا ہوا دودھ یا پکا ہوا کھانا موجود نہ ہو مکروہ نہیں اور کسی چیز کے خریدنے میں اگر بغیر چکھے چارہ نہ ہو اور غبن کا خوف ہو تو چکھنا مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے اور شہد

---

[1] یہ مسئلہ درمختار کا ہے علامہ شامی رح اسجگہ لکھتے ہیں وفی ھذا الاطلاق تامل واللہ اعلم بصحۃ ھذا الاطلاق وبصحۃ قیاسہ علی الطہارۃ فلیراجع۔ ۱۲ منہ

[2] بظاہر یہاں ان چیزوں میں کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے ۱۲ منہ

اور کھی کو اچھے برے کی شناخت کیلئے چکھنا مکروہ ہے اور بلا عذر چکھنے اور چبانے میں کراہت کا حکم فرض روزہ میں ہے نفل میں نہیں ہے اور سفید گوند[1] کا چبانا مکروہ ہے کیونکہ وہ بوجہ چیپ دار ہونے کے منہ میں چمٹ جاتا ہے اور سیاہ گوند جو چیپ دار اور چمٹنے والا نہیں ہوتا اس کے چبانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ وہ پیٹ میں اتر جاتا ہے اور عورت کا بوسہ لینا اور مس کرنا اور معانقہ اور مباشرہ فاحشہ اگر جماع اور انزال کا خوف ہو تو مکروہ ہے اور اگر یہ خوف نہ ہو تو کچھ ڈر نہیں مگر بہتر نہیں اور ایسا بوسہ کہ جس میں عورت کے دونوں ہونٹوں کو چوسے مکروہ ہے اور داڑھی میں اور سر میں تیل ڈالنا یا سرمہ لگانا مکروہ نہیں لیکن اگر داڑھی بقدر ایکمشت کے ہے جو مسنون ہے اور پھر تیل اس لئے ڈالتا ہے کہ اور لمبی ہو تو مکروہ ہے کیونکہ ایکمشت سے زیادہ کا قطع کرانا واجب ہے جیسا کہ نہایہ اور معراج الدرایہ میں ہے اور اسی سے فتح القدیر میں نقل کیا ہے کیونکہ واجب کے ترک سے آدمی گنہگار ہوتا ہے مگر علامہ ابن نجیم مصری صاحب بحر الرائق وغیرہ نے لکھا ہے کہ جس حدیث ترمذی سے صاحب بہادر استدلال کرتے ہیں[2] اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اسی لئے اکثر فقہا نے لفظ وجوب کو حذف کر کے یہ لکھا ہے کہ ایک مشت سے زائد کو کٹوا دیا جائے[3] لیکن جب ایکمشت سے کم ہو

ف۱ یونانی میں علک ہے اور وہ ہر چبانے کی چپکنے والی چیز کو کہتے ہیں جیسے بطم کا گوند یا مصطگی وغیرہ ۱۲ منہ

ف۲ ہدایہ کی عبارت یہ ہے ولا یفعل لتطویل اللحیۃ اذا کانت بقدر المسنون وھو القبضۃ اھ اس پر صاحب نہایہ لکھتے ہیں وما وراء ذلک یجب قطعہ ھکذا عن رسول اللہ صلعم انہ کان یاخذ من اللحیۃ من طولھا وعرضھا اوردہ ابو عیسی الترمذی فی جامعہ ۱۲ منہ

ف۳ چنانچہ عینی میں بحوالہ محیط لکھا ہے والقصر سنۃ فما زاد علی قبضۃ وطعھا اور فتح میں ہے وقال الزیلعی وما زاد یقص فی الشرح الشیخ اسمعیل لا باس بان یقبض علی لحیتہ فاذا زاد علی قبضتہ شئ جزہ کما فی المنیہ وھو سنۃ کما فی المبتغی وفی المجتبی والینابیع وغیرھما لا باس باخذ اطراف اللحیۃ اذا طالت الا ینبغی لشیء

(دیکھو صفحہ ۶۷)

تو پھر اس کے قطع کرنے کو کوئی بھی مباح نہیں کہتا اور اب روزہ میں دن کو اگرچہ بعد دو پہر کے ہو مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ مثل اور دنوں کے سنت ہے اور پچھنے لگوانے یا فصد کرانے سے اگر بوجہ ضعف روزہ فوت ہونے کا خوف ہو تو مکروہ ہے اور یہ خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں اور بدن کو گیلا کپڑا لپیٹنا یا بغرض وضو کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا یا نہانا ٹھنڈک کیلئے بروایت مفتی بہ مکروہ نہیں[۵۱] اور یہ بیں اوپر لکھ چکا ہوں کہ امام صاحبؒ اس وجہ سے ان باتوں کو بہتر نہیں سمجھتے کہ ان امور سے عبادت الٰہی میں آدمی کی پریشانی اور تنگدلی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور سحر کا کھانا مستحب ہے اور سحر آخر رات کا چھٹا حصہ ہے فرمایا جناب سرور عالم نے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق سحری کا ہے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ سحری سب برکت ہے اگرچہ تم ایک گھونٹ پانی کا ہی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتہ رحمت بھیجتے ہیں سحری کرنے والوں پر اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت[۵۲]

(نوٹ بقیہ صفحہ گزشتہ) الا علیٰ وجہ التزئین ولا بالاخذ من حاجبیہ وشعر وجہ عالم یشبہ فعل المخنثین ولا یحلق شعر حلقہ وعن ابی یوسف لا باس بہ ۱۲ منہ

[۵۱] ابوداود میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم نے گرمی یا پیاس کی وجہ سے روزہ میں اپنے سر مبارک پر پانی ڈالا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ روزہ میں گیلا کپڑا کر کے اپنے بدن پر لپیٹ لیتے تھے چونکہ یہ امور عبادت الٰہی پر معین اور باعث تسلی وتسکین ہیں اس لئے ان کے کرنے میں کوئی کراہت نہیں ۱۲ منہ

[۵۲] امام نووی رح شارح صحیح مسلم اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علما کا اس امر پر اجماع ہے کہ سحری کرنا مستحب ہے اور یہ واجب نہیں ہے اور برکت اس میں ظاہر ہے کہ اس وقت کے کھانے سے روزہ رکھنے پر آدمی کو قوت ہو جاتی ہے روزہ کی مشقت ہلکی ہو جاتی ہے اور روزہ پر رغبت پیدا ہوتی ہے اور یہ مصلحت بھی ہے کہ یہ وقت نزول رحمت اور قبول دعا اور استغفار کا ہے اس وقت ہوشیار وبیدار ہونے پر شاید اللہ تعالیٰ یہ ہمت وتوفیق دے کہ وہ صبح تک اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعا اور استغفار اور نماز تہجد میں مصروف ہو کر فوز عظیم حاصل کرے ۱۲ منہ

ہے اور سحری کی تاخیر مستحب ہے جب تک رات کے ہونے میں شک نہ ہو اور جب تک شک ہو تو پھر کھانا مکروہ ہے اور اگر ابر کا دن نہ ہو تو افطار کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے اور جلدی سے یہ مراد ہے کہ جب ظن غالب اس بات پر ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو گیا تو روزہ افطار کر لے پھر دیر نہ کرے اور جب تک ظن غالب غروب آفتاب پر نہ ہو روزہ نہ کھولے اگرچہ موذن اذان کہہ دے اور حدیث میں ہے کہ روزہ کھجور پر افطار کرو کہ اس میں برکت ہے اگر وہ نہ ہو تو پانی پر کھول لے کہ وہ بھی پاک ہے اور خود جناب سرور عالم صلعم بھی تر کھجوروں پر روزہ افطار فرماتے اگر وہ نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں پر وہ بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی سے روزہ افطار فرما لیتے اور افطار فرماتے وقت یہ دعا پڑھتے ذھب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللہ اور یہ دعا بھی حدیث میں ہے اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت اور جو شخص طلب معاش و روزے میں دن کو سخت جسمانی محنت مزدوری کے کام کرتا ہے جیسے بھٹیارہ لوہار زمیندار وغیرہ اگر وہ گرمی میں کسی رمضان کے روزہ میں شدت گرمی و پیاس سے بیتاب و بیقرار ہو جائے اور روزہ توڑ ڈالے تو اس پر کفارہ ہے بعض کے نزدیک کفارہ نہیں ہے اور اسی پر بعض علما کا فتویٰ ہے۔ ایسے جسمانی محنت مزدوری کرنے والوں کو رمضان میں ایسے کام کرنے جائز نہیں کہ جس سے ضعیف ہو جائیں اور روزہ نہ رکھ سکیں دوپہر تک اپنا کام کریں۔ اور اگر کوئی شخص اتنا ضعیف و ناتوان ہے کہ اگر روزہ رکھتا ہے تو نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو وہ شخص روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے تاکہ دونو عبادتیں ادا ہو جائیں۔

ان عذروں کا بیان جن سے رمضان کا روزہ نہ رکھنا جائز ہے

تین رات دن کے سفر میں اگرچہ سفر معصیت ہو جیسے چوری ڈاکہ زنی وغیرہ جتنے دن سفر میں رہے اتنے دن رمضان کا روزہ نہ رکھنا جائز ہے پھر اتنے دن

کے روزوں کی قضا جب مقیم ہو رکھ لے اور اگر روزہ رکھنے سے سفر میں کوئی مشقت و مضرت نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ اسی طرح حاملہ اور دودہ پلانیوالی عورت خواہ ماں ہو یا دایہ[1] اگر وہ اپنے اور اپنے بچہ پر بظن غالب خائف ہوں تو روزہ نہ رکھیں اور قدرت ہونے پر ان روزوں کی قضا رکھیں۔ اور جو شخص رمضان میں مریض ہو اور روزہ رکھنے سے زیادتی مرض کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور تندرست ہونے پر ان روزوں کی قضا رکھے اور اگر تندرست آدمی کو کسی طبیب حاذق مسلمان[2] کے بتانے سے یا آثار و علامات و تجربہ سے روزہ رکھنے میں بظن غالب مرض کا خوف ہو یا لونڈی غلام کو شدت گرمی سے بظن غالب محنت مشقت وغیرہ میں خوف ہلاکت ہو یا خادم و خادمہ کو کھانا پکانے کام کاج محنت مشقت میں بظن غالب ضعف کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور قدرت ہو جانے پر انکی قضا رکھیں اور روزہ رمضان کی قضا فی الفور واجب نہیں علی التراخی واجب ہے یعنی جب قدرت ہو رکھ لے اسی لئے نفل روزہ رکھنا قضا کے روزہ سے پہلے درست ہے اور اگر دوسرا رمضان آگیا اور گذشتہ رمضان کے روزوں کی

---

[1] کیونکہ دایہ پر بوجہ عقد اجارہ کے دودہ پلانا واجب ہے اور ماں پر دیانۃً واجب ہے خواہ باپ آسودہ ہو یا تنگدست اور اگر باپ تنگدست ہو یا وہ بچہ دوسری عورت کا دودہ نہ پئے تو قضاءً وحکماً واجب ہے ۱۲ منہ

[2] مسلمان کی قید اس لئے ہے کہ کافر کا قول قابل اعتماد نہیں اگر مسلمان نے تیمم سے نماز شروع کی اور کافر نے پانی دینے کا وعدہ کیا تو نماز قطع نہ کرے اسی طرح اگر کافر طبیب روزہ رکھنے میں زیادتی مرض کا خوف بیان کرے تو روزہ ترک نہ کرے کیونکہ احتمال ہے کہ وہ نماز روزہ فاسد کرنے کی غرض سے ایسا کہتا ہو۔ اس لئے بعض علما کے نزدیک جنمیں ابطال عبادت نہ ہو انمیں کافر طبیب سے علاج کرانا درست ہے بعض کے نزدیک مطلقاً درست نہیں کیونکہ انکے مذہب میں مسلمانکی خیرخواہی کفر ہے ۱۲ منہ

قضا نہیں رکھی تو اس قضا سے پہلے اس رمضان کے ادا کے روزے رکھے اگر قضا کے روزہ کو مقدم کر کے رکھیگا تو وہ اسی رمضان کے ادا ہی کے روزہ ہوں گے اور اگر مریض و مسافر وغیرہ اسی حالت سفر و مرض وغیرہ کے عذر میں رہکر مر جائیں تو انپر فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب نہیں کیونکہ ان کو وہ زمانہ ہی نہ ملا جس میں قضا رکھنا ان پر واجب ہوتا۔ اور وصیت اسی وقت انپر واجب ہوتی کہ جب قضا رکھنے کا زمانہ ملنے پر بھی قضا نہ رکھتے یعنی جو شخص بحالت سفر یا مرض وغیرہ مر گیا اس پر نہ قضا واجب ہے نہ فدیہ دینے کی وصیت واجب ہے لیکن وصیت کرے گا تو صحیح ہوگی اور ثلث مال سے پوری کی جائے گی اور اگر بعد زائل ہونے عذر سفر و مرض وغیرہ کے مرا تو جسقدر زمانہ بعد رفع ان عذرات کے انکو ملا اور روزے نہ رکھے اتنے دن کے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے یعنی جو مریض تندرست ہو گیا اور مسافر اپنے وطن میں آگیا اور جتنے دن کے روزے رمضان کی حالت سفر و مرض میں فوت ہوئے تھے پورے اتنے ہی دن تندرست یا مقیم رہا مگر قضا کے روزے نہ رکھے اور مر گیا یا اتنے دن تو تندرست و مقیم نہ رہا کچھ دن تندرست و مقیم رہا مگر قضا کے روزے نہ رکھے اور مر گیا تو اس کو ان کل یا بعض ایام صحت و اقامت کے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے اور ایام عیدین اور ایام تشریق جنمیں روزہ رکھنا منع ہے وہ ان سے مستثنیٰ کر دیئے جاویںگے اور جس نے عمداً روزے نہیں رکھے اس کو بطریق اولیٰ وصیت کرنا واجب ہے اب میت کو جتنے دن قضا روزہ رکھنے کی قدرت تھی اور نہ رکھی اتنے ایام کا فدیہ اولیاء میت اس کی وصیت کے مطابق بعد مصارف تجہیز و تکفین و ادائے قرض اس کے ثلث مال سے بقدر صدقہ فطر ادا کریں اور اگر فدیہ ثلث سے زیادہ ہو تو زائد بلا اجازت ورثاء جائز نہ ہوگا ہر روزہ کے بدلہ نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو یا قیمت مسکین

کو دے[۵۱] اور اگر بلا وصیت میت کے بھی ورثاء میت بطور سلوک و تبرع کے فدیہ ادا کر دیں تو جائز ہے اور اس کا ثواب میّت کو ہوگا اور ورثاء بھی داخل ثواب ہونگے اور اگر وارث اس کی طرف سے روزہ رکھیں یا نماز پڑہیں تو یہ کافی نہیں کیونکہ نسائی میں حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً مروی ہے کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑہے لیکن میت کی طرف سے اس کا ولی کھانا کھلادے[۵۲]

۵۱ اور امام شافعیؒ کے نزدیک میت وصیت کرے یا نہ کرے میت کے کل مال میں سے فدیہ دیا جائے ۱۲ منہ

۵۲ اور ترمذی میں بھی حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو شخص مرجاوے اور اس پر رمضان کے روزے ہوں تو ہر روزے کے بدلے مسکین کو کھانا کھلایا جاوے وقال الترمذی الصحیح انہ موقوف علی ابن عمرؓ اور موطا امام مالک میں بھی ابن عمرؓ سے موقوفاً مروی ہے کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑہے نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ بخاری مسلم میں جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلعم کے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میری ماں مرگئی اور اس پر ایک مہینہ کے روزے ہیں کیا میں اس کی طرف سے قضا رکھ دوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تیری ماں پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تو اس کی طرف سے ادا کرتا اس نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے زیادہ قابل ادا ہے یہ حدیث اس وجہ سے منسوخ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑہے اور یہ منسوخ ہونے کی دلیل ہے نیز امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں کسی صحابی یا تابعی کو یہ حکم دیتے نہیں سنا کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑہے اس سے بھی نسخ کی تائید ہوتی ہے تم کلام شامی لیکن بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے قالت قال رسول اللہ من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ اور مسلم میں حضرت زبیدہ سے مروی ہے قال بینا انا جالس عند رسول اللہ

(دیکھو صفحہ ۷۲)

شیخ فانی کے روزہ کا فدیہ

اور بہت بڈھا ضعیف شیخ فانی جس کی قوت زائل ہو گئی ہو اور ہر روز گھٹتا اور کمزور ہوتا جائے یا ایسا مریض کہ جسکی قوت زائل ہو گئی ہو اور صحت کی امید نہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلہ مثل صدقہ فطر کے فدیہ دیدے یا ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائے خواہ شروع ماہ رمضان میں تمام مہینہ کا دیدے یا آخر میں دیدے اور اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے پر قادر ہو گیا تو جو فدیا دیا اس کا حکم باطل ہو گیا روزے رکھے اور شیخ فانی پر فدیہ دینے کا حکم صرف ماہ رمضان کے ادا اور قضا اور نذر معین اور نذر ابد کے روزوں میں ہے کہ جن روزوں کے رکھنے کا اصل اس کو حکم ہے کسی غیر کے بدلہ میں نہیں رکھنا اگر ان روزوں کو بوجہ شیخ فانی ہو جانے کے نہ رکھ سکے تو فدیہ دیدے لیکن کفارہ قسم اور کفارہ قتل کے روزے اگر بوجہ شیخ فانی ہو جانے کے نہ رکھ سکے تو انکا فدیہ زندگی میں دینا جائز نہیں کیونکہ وہ غیر کے بدلہ میں رکھتا ہے لیکن اگر

بقیہ صفحہ ۷۱ — صلعم اذا اتتہ امرأۃ فقالت انی تصدقت علی امی بجاریتہ وانھا ماتت قال فقال وجب اجرک وردھا علیک المیراث قالت یا رسول اللہ انہ کان علیھا صوم شھر (فی روایۃ صوم شھرین) افاصوم عنھا قال صومی عنھا قالت انھا لم تحج قط افاحج عنھا قال حجی عنھا۔ چنانچہ ظاہر احادیث کی مطابق امام احمد حنبل کے نزدیک اگر ولی میت میت کی طرف سے روزہ رکھ لے تو جائز ہے میت اس سے بری ہو جاتا ہے اور پھر فدیہ دینے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک قول امام شافعی کا بھی یہی ہے اور امام نووی رح اسکی نسبت لکھتے ہیں وھذا القول ھو الصحیح المختار الذی نعتقدہ وھو الذی صححہ محققوا اصحابنا الجامعون بین الفقہ والحدیث بھذہ الاحادیث الصحیحۃ الصریحۃ مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جائے فدیہ دیا جائے یہی قول ہمارے امام صاحب رح اور امام مالک رح کا ہے اور اشہر قول امام شافعی رح کا بھی یہی ہے ۱۲ منہ

کفارہ قسم اور کفارہ قتل کے ادا کرنے کی وصیت اپنے ورثاء کو کردے اور وہ ادا کردیں تو دونوں جائز ہے اور کفارہ قسم کا کھانا کپڑا بھی اگر ورثاء میت بطور تبرع بلا وصیت میت کے دیدیں تو درست ہوگا لیکن اس میں غلام کا آزاد کرنا ورثاء کو درست نہ ہوگا کیونکہ غلام دوسرے کی طرف سے بلا وصیت آزاد نہیں ہوسکتا اور چونکہ کفارہ قتل میں ہے غلام کا آزاد کرنا واجب ہے اور ورثاء کا غلام آزاد کرنا میت کی طرف سے علی وجہ النیابۃ بلا وصیت درست نہیں اس لئے اس میں بھی اگر بطور تبرع ورثاء غلام آزاد کرینگے تو درست نہ ہوگا۔ اور عورت کو جب حیض یا نفاس آجائے تو روزہ نہ رکھیں اور حیض و نفاس سے پاک ہونے پر انکی قضا رکھیں اور نفل کو قصداً شروع کر دینے پر اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر کھانے پینے سے یا حیض آجانے سے وہ فاسد ہو جائے تو اس کی قضا رکھیں لیکن عیدین اور ایام تشریق میں روزہ شروع کرنے سے خواہ قضا کا ہو یا ادا کا اس کا پورا کرنا ضرور نہیں بلکہ ان دنوں میں روزہ رکھنے سے مرتکب فعل ممنوع کا ہوگا اس لئے اس کو باطل کرنا واجب ہے اور جب اس کا ادا واجب نہیں تو فاسد کر دینے سے اس کے قضا رکھنا بھی واجب نہیں البتہ اگر انھیں ایام کے روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے تو اور دنوں میں اس کی قضا رکھدے اور بروایت صحیح نفل روزہ رکھکر بلا عذر اس کو توڑنا نہیں چاہیئے اور ایک روایت یہ ہے کہ جب قضا رکھدینے کی نیت ہو تو توڑنا درست ہے اور دقایہ اور شرح وقایہ وغیرہ میں اسی کو اختیار کیا ہے اور دعوت اور ضیافت کا ہو جانا عذر ہے اگر مہمان صرف صاحب خانہ کی حاضری و موجودگی پر اکتفا نہ کرے اور بغیر اس کے ہمراہ کھانا کھانے کے رضامند نہ ہو اور اس کے ساتھ نہ کھانا اس کو ناگوار اور باعث اذیت ہو تو دعوت کرنیوالے کیلئے یہ بھی عذر ہے روزہ کھولکر مہمان کے ساتھ کھانا کھالے اور قضا رکھ لے اور اگر وہ تنہا کھانا کھالے اور

صاحب خانہ کے ساتھ نہ کھانے سے اس کو کچھ اذیت اور ناگوار نہ ہو تو روزہ نہ کھولے اور اگر کوئی شخص روزہ دار پر یہ قسم کھائے کہ اگر تو روزہ نہ کھولے تو میری عورت پر طلاق ہے تو روزہ کھول لے خواہ نفل روزہ ہو یا قضا کا روزہ ہو۔ لیکن ان سب صورتوں میں[۵۱] نصف النہار سے پہلے روزہ کھول لے نصف النہار کے بعد نہ کھولے البتہ اگر روزہ نہ کھولنے میں باپ یا ماں کی نافرمانی ہوتی ہو تو عصر تک بھی روزہ کھول لے عصر کے بعد نہ کھولے اور اگر روزہ دار کا کوئی بھائی روزہ دار کی دعوت کردے یا یہ خود اپنے کسی بھائی کے ہاں جائے اور وہ یہ کہے کہ روزہ کھول کر کھانا کھالو تو اگر قضاء رمضان کا روزہ نہیں ہے تو اس کو نفل روزہ کھول لینا مکروہ نہیں رمضان کی قضا کا روزہ کھولنا مکروہ[۵۲] ہے اور منکوحہ عورت کو بغیر اپنے شوہر کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے اور رکھ لینے پر کھول لینا درست ہے اور نذر اور قسم کی روزہ سے بھی شوہر مانع ہو سکتا ہے اور اگر یہ جانتی ہے کہ میرے روزہ رکھنے سے شوہر کا کوئی حرج و ضرر نہیں مثلاً شوہر مریض ہے یا سفر میں ہے یا حج یا عمرہ کے احرام میں ہے تو بلا اجازت بلکہ اس کے منع کرنے پر بھی رکھنا مکروہ نہیں[۵۳] اور ان صورتوں میں شوہر کو بھی نفل روزہ سے منع کرنا نہیں چاہیئے اور اگر شوہر عورت کا روزہ کھلوا دے تو قضا واجب ہے اس کی اجازت سے قضا رکھے یا طلاق بائن ہو جانے کے بعد رکھے طلاق رجعی میں نہ رکھے اسی طرح لونڈی غلام کو بلا اجازت ہوئے نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر مولیٰ روزہ کھلوا دے تو اس کی اجازت سے قضا

---

[۵۱] یعنی مسئلہ ضیافت اور مسئلہ قسم میں ۱۲ منہ

[۵۲] اور ایک روایت امام یوسف رحمۃ سے یہ ہے کہ قضا اور کفارہ اور نذر کا روزہ بھی کھول سکے ۱۲

[۵۳] کیونکہ ان صورتوں میں شوہر عورت کے تمتع و قربت سے معذور ہے ۱۲ منہ

رکھیں یا آزادی کے بعد رکھیں اور مسافر نے روزہ کی نیت کی تھی مگر نصف النہار سے پہلے مقیم ہو گیا اور ہنوز کچھ کھایا پیا بھی نہ تھا اور نصف النہار سے پہلے ہی روزہ کی نیت کرلے تو یہ روزہ درست ہے خواہ نفل ہو یا نذر معین کا ہو یا ادا رمضان کا ہو اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے کیونکہ جو رخصت بوجہ سفر تھی وہ زائل ہو گئی وقت نیت بھی موجود ہے کھانا پینا وغیرہ منافی روزہ بھی کچھ وقوع میں نہیں آیا اسی طرح اگر مقیم نے ماہ رمضان کے کسی دن میں سفر کیا تو اس دن کے رمضان کا روزہ جس میں اس نے سفر کیا اس کو پورا کرنا واجب ہے[۱] لیکن ان دونوں صورتوں میں یعنی مسافر کے مقیم ہونے اور مقیم کے مسافر ہونے میں اگر مسافر اور مقیم نے روزہ کھول ڈالا تو ان دونوں پر کفارہ نہیں ہے[۲] اور اگر مسافر کوئی چیز اپنے گھر پر بھول گیا تھا اس کے لینے کو لوٹ کر پھر اپنے شہر میں داخل ہوا اور شہر میں آکر عمداً کھانا کھا لیا تو پھر اس پر کفارہ واجب ہوگا اور جتنے دن رمضان میں آدمی غافل و بیہوش رہا اتنے دن کے روزوں کی قضا رکھے اگر سارے مہینہ بیہوش رہا تو سارے مہینہ کی قضا رکھے لیکن اس سے پہلے دن کی قضا اس پر نہیں ہے جس دن بیہوشی شروع ہوئی کیونکہ بظاہر اس دن تو اس نے رات سے روزہ کی نیت کرلی ہوگی

[۱] کیونکہ سفر روزہ نہ رکھنے کو مباح نہیں کرتا بلکہ روزہ شروع نہ کرنے کو مباح کرتا ہے ۱۲ منہ

[۲] یعنی اگر مسافر قبل نصف النہار اپنے وطن میں آگیا اور کچھ کھایا پیا نہ تھا اور نیت روزہ کی کرلی پھر عمداً جماع کر لیا تو اس پر کفارہ نہیں اور اگر مقیم نے رمضان کے کسی دن میں سفر کیا پھر جماع کر لیا تو اس پر بھی کفارہ نہیں اس لئے کہ پہلے مسئلہ میں مسافر کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ میں روزہ کے اول وقت میں یعنی اول دن میں مسافر تھا مجھ کو روزہ نہ رکھنا جائز تھا دوسرے مسئلہ میں مقیم کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ روزہ کے آخر وقت یعنی آخر دن میں مجھکو بوجہ سفر روزہ نہ رکھنا جائز ہے پس بوجہ شبہ ان پر کفارہ نہیں ہے

۱۲ منہ

ہاں اگر مسافر ہو یا رمضان میں روزہ نہ رکھنے والا تو سب کی قضا رکھے کیونکہ پھر ظاہر حال انکار روزہ کی نیت کرنے پر دلالت نہیں کرتا لیکن اگر مسافر ایسا ہو کہ سفر میں اسکو روزہ نقصان نہیں دیتا اور وہ سفر میں روزے رکھتا ہے تو وہ قضا نہ رکھے اور جو شخص تمام رمضان مجنون رہا اس پر روزوں کی قضا نہیں ہے[ف۱] اور اگر رمضان کے کچھ دنوں مجنون رہنے کے بعد اچھا ہو گیا تو رمضان کے اتنے دنوں کی جنمیں مجنون رہا قضا رکھے اور امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک جس طرح تمام رمضان مجنون رہنے والے پر قضا نہیں اسی طرح بعض رمضان مجنون رہنے والہ پر بھی قضا نہیں ہے اور مسافر و مریض اور حوامل و مرضعہ اور شیخ فانی کے علاوہ جنکو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر کسی اور روزہ دار پر بادشاہ یا حاکم روزہ کھول لینے پر اس طرح زبردستی کرے کہ اگر وہ یہ کام نہ کرے تو اس کو قتل کرایا جاوے یا کوئی عضو قطع کیا جاوے یا سخت پٹوایا جاوے یا سخت قید کیا جاوے تو اس کو روزہ کھول لینا جائز ہے اسی طرح اگر لونڈی غلام سخت محنت کے کام سے ضعیف و ناتوان ہو جائیں اور روزہ رکھنے سے بوجہ شدت بھوک پیاس خوف ہلاکت ہو یا بادشاہ کے عامل سخت گرمی کے موسم میں کسی عمارت وغیرہ کے کام کے لئے پکڑ کر لیجائیں اور وہاں سخت گرمی میں سخت محنت کے کام میں شدت بھوک پیاس سے ہلاکت جان یا نقصان عقل کا خوف ہو تو روزہ کھول لینا جائز ہے یا رمضان میں دشمن سے مقابلہ و مجادلہ اور روزہ دار ہونے میں خوف ضعف ہو تو روزہ کھول لینا جائز ہے یا سانپ نے کاٹا ہو تو دواء نافع دافع سمیت پینی چاہیئے۔

مگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے واسطے ایام منہیہ یعنی عیدین یا ایام تشریق

ف۱ اور امام مالکؒ کے نزدیک مثل بیہوشی کے اس پر قضا ہے ۱۲ منہ

کے روزے رکھنے کی نذر مانی جن میں روزہ رکھنا منع ہے[۱] یا اس برس کے متواتر دنوں کی نذر مانی جن میں یہ ایام منہیہ بھی ہیں یا یہ نذر مانی کہ کل یا آج روزہ رکھوں گا حالانکہ وہ دن عید الضحیٰ یا عید الفطر تھا تو نذر صحیح[۲] ہے کیونکہ نذر فی نفسہ ایک مشروع فعل اور عبادت ہے مگر ان ممنوعہ دنوں میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے کیونکہ ان دنوں کا روزہ رکھنا گناہ ہے اور دنوں میں انکی قضا رکھے اور اگر انھیں دنوں میں روزہ رکھا تو نذر تو ادا ہو گی مگر مع الحرمتہ ہوئی اور معین برس روز کے روزوں کی نیت میں ان ایام عیدین اور ایام تشریق کی قضا اور دنوں میں اس حالت میں رکھنی پڑے گی کہ جب سال بھر کے روزوں کی نذر عید الفطر سے پہلے مانے یعنی شعبان یا رمضان میں یہ نذر مانے اور اگر عید الفطر کے بعد شوال میں یہ نذر مانے تو عید الفطر کے روزوں کی قضا اس پر لازم نہیں ہو گی اسی طرح اگر ماہ ذی الحجہ کو یہ نذر مانے تو وہ صرف ماہ ذی الحجہ کی باقی دنوں کے روزے رکھ لے اس پر عید الضحیٰ اور ایام تشریق کے روزوں کی قضا لازم نہ ہو گی کیونکہ جب اس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ

---

[۱] نذر کے معنی لغت میں عہد و پیمان کرنے کے ہیں اور شرعاً نذر یہ ہے کہ آدمی کسی عبادت کو جو اس پر واجب نہیں کسی کام کے ہو جانے یا نہ ہو جانے پر اپنے اوپر واجب کر لے اور نذر کی چند شرائط ہیں کہ بغیر انکے نذر صحیح نہیں اول یہ کہ وہ نذر شرعاً جنس واجبات سے ہو اسی لئے اگر عیادت مریض کی نذر مانے تو وہ صحیح نہیں دوسری یہ کہ عبادت مقصود ہو کسی دوسری عبادت کا وسیلہ نہ ہو اسی لئے اگر وضو اور سجدہ تلاوت کی نذر مانے تو وہ صحیح نہیں تیسرے یہ کہ وہ نذر اب یا آئندہ خود اس پر واجب نہ ہو اسی لئے فرض عبادت نماز روزے کے جنکا ادا کرنا اب یا آئندہ عنقریب اس پر فرض ہو گا نذر مانے تو وہ درست نہیں چوتھی یہ کہ وہ نذر گناہ و معصیت نہ ہو اسی لئے اگر شراب پینے کی نذر مانے تو وہ صحیح نہیں ۱۲ منہ

[۲] امام ابو یوسفؒ جو امام صاحب سے روایت کرتے ہیں اسکی رو سے یہ نذر ایام منہیہ کی صحیح نہیں اور امام محمدؒ جو امام صاحب سے روایت کرتے ہیں اس کی رو سے صحیح ہے اور یہ ہی مختار ہے ۱۲ منہ

کے واسطے مجھپر اس برس کے روزے ہیں تو اس سے عربی برس کی مدت معینہ مراد ہے جو ایام اس برس کے گذر گئے ان میں نذر لغو ہو گئی جس طرح کسی نے ہفتہ کے دن کل گذشتہ جمعہ کی نذر مانی تو وہ لغو ہے جو ایام اس برس کے باقی ہیں اُن میں روزے رکھے اور اگر یہ کہا کہ کسی ایک برس کے روزے اللہ تعالیٰ کے واسطے رکھونگا تو بھی ان ایام ممنوعہ کے روزے نہ رکھے اُن ایام کے اور رمضان کے کل ۳۶۵ دن کے متصل یا جدا جدا قضا رکھے اور اگر یہ کہا کہ کسی ایک برس کے پے درپے روزہ رکھونگا تو بھی ان ایام ممنوعہ کے قضا رکھے لیکن اس برس کے ختم ہوتے ہی انکی قضا بھی انکے ساتھ ملی ہوئی بلا فصل رکھے تاکہ بقدر امکان تواتر کے شرط پوری ہو اگر اس میں ایک دن بھی روزہ نہ رکھے تو جتنے دن اس روزہ نہ رکھنے سے پہلے روزہ رکھ چکا انکا پھر اعادہ کرے لیکن پے درپے شرط میں رمضان کی قضا اس پر واجب نہ ہوگی اور معین سال کی نذر کے روزوں میں بھی رمضان کی قضا واجب نہ ہوگی نیز معین سال کی نذر کے روزوں میں پے درپے رکھنا ضرور نہیں اس میں اگر ایک دن روزہ نہ رکھے تو صرف اسی دن کے روزہ کی قضا لازم ہوگی پچھلے دنوں کے روزوں کا اعادہ ضرور نہ ہوگا۔ اور نذر محتمل بھی ہوتی ہے اگر قسم کی نیت کرے گا اور روزہ نہ رکھے گا تو کفارہ واجب ہوگا کیونکہ صرف نذر میں اگر روزہ نہ رکھا تو قضا واجب ہے اور صرف قسم میں اگر روزہ نہ رکھا تو کفارہ قسم واجب ہے اور نذر معہ قسم میں اگر روزہ نہ رکھا تو نذر کی قضا اور قسم کا کفارہ دونوں واجب ہونگے اگر کسی نے ایسے الفاظ سے نذر کے روزہ کی نیت کی کہ جن سے سوائے نذر کے اور کچھ احتمال نہیں ہوتا یا فقط نذر ہی کی نیت کی قسم کی نیت نہ کی یا نذر کی نیت کے ساتھ یہ بھی نیت کی کہ یہ قسم نہیں ہے تو تینوں صورتوں میں نذر ہی ہوگی قسم نہ ہوگی اور اگر صرف قسم ہی کی نیت کی اور اس کے ساتھ یہ بھی نیت کی کہ یہ نذر

نہیں ہے تو یہ صرف قسم ہے نذر نہیں ہے اور اگر نذر اور قسم دونوں کی نیت کی
یا نیت تو صرف قسم کی کی مگر اس کے ساتھ یہ نیت نہ کی کہ یہ نذر نہیں ہے تو ان
دونوں صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوں گے۔ اگر کسی شخص نے پے درپے کسی
غیر معین مہینہ کے روزوں کی نذر مانی تو مہینہ بھر کے متواتر روزے رکھے اگر ایک
دن بھی روزہ نہ رکھے گا اگرچہ وہ ایام عید یا ایام تشریق ہی میں سے ہو تو پھر از سر
نو رکھے کیونکہ دس مہینہ ان ممنوعہ دنوں سے خالی ہوتے ہیں ان میں رکھنا ہاں
برس روزے درپے روزوں کی نذر میں تو بیشک سال ان دنوں سے خالی
نہیں ہوتا اور اگر معین مہینہ کے پے درپے روزوں کی نذر مانے اور اس میں
ایک دن روزہ نہ رکھا تو پھر از سر نو نہ رکھے کیونکہ از سر نو رکھے گا تو کل روزہ یا
بعض روزہ غیر وقت معین میں رکھے جائینگے۔ اور نذر خواہ نماز کی ہو یا روزہ کی
یا حج کی یا اعتکاف کی یا صدقہ وخیرات وغیرہ کی جب وہ کسی شرط کے ساتھ معلق
نہ ہو تو معین اور مخصوص کسی زمانہ اور کسی مکان اور کسی فقیر اور کسی درہم و دینار کے
ساتھ نہیں ہوتے اس میں اس کام کا جس کی نذر مانے ادا کر دینا کافی ہوتا ہے
اور تعینات اور تخصیصات لغو ہوتے ہیں اس میں اس کے برخلاف کرنا بھی جائز ہے
مثلاً اگر صدقہ دینے کی یہ نذر مانے کہ ہم جمعہ کے دن دہلی میں یہ روپیہ فلاں فقیر
کو دیں گے پھر اگر سب باتوں میں یا بعض باتوں میں اس کے خلاف کیا
تو وہ نذر صدقہ جائز ہو گی یعنی بجائے دہلی کے میرٹھ میں کوئی اور روپیہ
کسی فقیر کو دیدیا تو جائز ہے اسی طرح اگر یہ کہا کہ کل روزہ رکھوں گا
پھر بجائے کل کے پرسوں رکھا تو جائز ہے اور اس نذر غیر معلق بشرط
میں پہلے ادا کر دینا بھی جائز ہے یعنی اگر معین مہینہ کے روزوں کے
مثلاً رجب کی نذر مانے اور جمادی الثانی کے انتیس ۲۹ دن کے روزے

رکھ دے تو جائز ہے لیکن اگر رجب کا مہینہ تیس دن کا ہو تو ایک روزہ کی قضا رکھے اسی طرح اعتکاف اور حج اور نماز کا حکم ہے کہ معین مہینہ اور سال اور دن سے پہلے بھی ادا کر دینا جائز ہے برخلاف اس نذر کے جو کسی شرط کے ساتھ معلق ہے کہ اس میں اس شرط کے پائے جانے سے پہلے اس فعل منذور کا ادا کرنا جائز نہیں مثلاً یہ کہا کہ جس دن میرا فلاں بیٹا جو غائب ہے آجائے گا تو روزہ رکھونگا یا فلاں بیٹا میرا جس روز تندرست ہو جائے گا تو روزہ رکھونگا تو بیٹے کے آجانے اور تندرست ہو جانے سے پہلے روزہ رکھنا درست نہیں اسی دن رکھنا چاہیئے[1] البتہ پیچھے رکھ لینا بھی درست ہے اور اس نذر معلق میں بھی مثل غیر معلق کے مکان اور درہم و دینار اور فقیر معین نہیں ہوتا اگر اس شہر کے سوا دوسرا شہر دوسرا درہم و دینار دوسرا فقیر تبدیل کر دے گا تو جائز ہوگا صرف اس شرط اور سبب نذر کے موجود ہو جانے سے پہلے ادا کرنا درست نہیں اگر کسی مریض نے یہ نذر مانی کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک مہینہ کے روزے تندرست ہونے پر رکھونگا اور تندرست ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن کو بھی تندرست ہو گیا اور روزہ نہ رکھا تو بروایت اصح تمام مہینہ کے روزوں کے فدیہ دینے کی وصیت کرے[2] اور اگر تندرست آدمی نے مہینہ بھر کے روزوں کی نذر مانی اور مہینہ تمام ہونے سے پہلے مر گیا اور ان میں روزے نہ رکھے تو اس کو بالاجماع تمام مہینہ کے روزوں کی وصیت کرنا لازم ہوگا اگر کسی نے رجب کے مہینہ

---

[1] اور اگر اسی دن غائب بیٹا بھی آگیا اور اسی روز بیمار بیٹا بھی اچھا ہو گیا تو صرف اسی ایک دن کا روزہ کافی ہے ۱۲ منہ

[2] یہ قول امام صاحب اور امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کے نزدیک مثل قضاء رمضان کے جتنے دن تندرست رہا اور روزہ نہ رکھا ان کے فدیہ کی وصیت کرے ۱۲ منہ

کے روزوں کی نذر مانی اور رجب کا مہینہ آیا تو بیمار ہوگیا تو انکی قضا رکھے اور اگر کسی مہینے
روزوں میں اس قدر تاخیر کی کہ شیخ فانی ہوگیا یا ہمیشہ روزے رکھنے کی نذر مانی
یا تمام عمر کسی خاص دن کے روزہ رکھنے کی نذر مانی کہ جمعہ یا جمعرات کا ہمیشہ روزہ
رکھا کروں گا مگر پھر روزہ رکھنے سے ضعیف و عاجز ہوگیا یا معاش کے کاموں سے
بوجہ محنت شاقہ عاجز و معذور ہوگیا تو روزے نہ رکھے اور فدیہ دے یعنی ایک مسکین
کو ہر روز کھانا کھلاوے یا مثل صدقہ فطر کے غلہ دیدے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور
بوجہ تنگی و عسرت یہ بھی نہ ہوسکے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغفار کرے کہ وہ
غفور الرحیم ہے اور اگر قضا کے روزے گرمی کے دنوں میں نہ رکھے جاویں تو جاڑوں
میں رکھے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر لازم ہے کہ جس دن فلاں
شخص آئیگا اس دن کا روزہ رکھوں گا اگر وہ شخص کھانا کھا چکنے کے بعد یا عورت
کو حیض آنے کے بعد یا زوال کے بعد یا رات کو آیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس
پر کچھ نہیں اور یہی مختار ہے اور اگر زوال سے پہلے جبتک کھانا نہیں کھایا تھا آگیا
تو اس دن کا روزہ رکھے اور اگر رمضان میں آیا تو بھی اس پر کچھ نہیں اور اگر یہ
کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا لازم ہے تو ایک دن
کا روزہ علی التراخی جب چاہے رکھ دے نصف یوم کا کہا تو کچھ نہیں اور دو دن
یا تین دن یا دس دن کہے تو اتنے دن کے روزے جب چاہے پے درپے
یا تیغاریق رکھدے ہاں اگر نیت پے درپے رکھنے کی کی تو پے درپے رکھے اور
اگر نیت پے درپے کی تھی اور ایک دن روزہ نہ رکھا یا اثناء روزہ میں عورت کو
حیض آگیا تو از سرنو رکھے اور متفرق روزے رکھنے کی نیت میں پے درپے رکھلے
تو جائز ہے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر روزہ ہے تو ایک دن کا روزہ
رکھے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر دنوں کے روزے رکھنے لازم ہیں

تو تین۳ دن کے روزے رکھے اور اگر دنوں سے اس کی نیت زیادہ دنوں کی ہو تو اتنے دن کے رکھے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر ست دنوں کے روزہ رکھنے لازم ہیں اور دنوں کی کچھ نیت نہ کی تو امام صاحب کے نزدیک دس دن کے روزہ رکھے اور صاحبین کے نزدیک سات دن کے اور اگر یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک دن کا روزہ رکھنا لازم ہے مُنہ سے یہ نکلا کہ ایک مہینہ کے روزے لازم ہیں تو مہینہ بھر کے روزے مثل طلاق کی نذریں بھی قصداً اور بلا قصد کہنا اور ہنسی اور غصہ سے کہنا برابر ہے اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر لازم ہے کہ مہینہ کے روزے رکھونگا تو جس مہینہ میں یہ کہا اس کے بقیہ دنوں کے روزے رکھے اور اگر پورے مہینہ کی نیت کی تو پورے مہینہ کے رکھے اور اگر پے در پے رکھے اور اگر کچھ نہ کہا تو اختیار ہے خواہ پے در پے رکھے یا متفرق اور اگر کوئی مہینہ معین کر دیا اور اس میں ایک روزہ نہ رکھا تو اس ایک روزے کی قضا رکھدے از سر نو رکھنا ضرور نہیں اور اگر اس تمام مہینہ کے نہ رکھے تو قضا رکھے خواہ پے در پے یا متفرق اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر شوال ذیقعد ذی الحجہ کے روزے لازم ہیں پھر چاند دن کے حساب سے روزے رکھے ذیقعدہ ذی الحجہ تیس۳۰ تیس۳۰ دن کا اور شوال انتیس دن کا ہوا تو پانچ روزے عید الفطر عید الضحیٰ اور تین۳ دن ایام تشریق کے روزوں کی قضا رکھے اس لئے کہ اس نے معین تین مہینوں کے روزوں کی نیت کی اور یہ پانچ دن کے روزے بوجہ حرمت کے نہ رکھے تو انکی قضا رکھے اور اگر یہ کہا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے واسطے تین مہینہ کے روزہ لازم ہیں اور پھر وہ تین مہینہ روزہ رکھنے کیلئے شوال ذیقعدہ ذی الحجہ مقرر کئے ذیقعد اور ذی الحجہ تیس تیس دن کا اور شوال انتیس۲۹ دن کا تو وہ چھ دن کی قضا رکھے پانچ تو عیدیں اور ایام

تشریق کے اور ایک دن شوال کا کیونکہ غیر معین مہینہ کی نذر میں پورا مہینہ باعتبار گنتی کے ہونا چاہیئے ہلالی مہینہ معتبر نہیں چاہے جس وقت سے شروع کرکے تیس دن پورے کرلے اسی طرح اگر برس روز غیر معین کے روزوں کی نیت کی تو وہ چاندوں کے حساب سے برس دن کے روزے رکھکر ۳۵ دن کے روزوں کی قضا رکھے تیس دن رمضان کے اور پانچ عیدین اور ایام تشریق کے اور اگر عورت نے معین برس دن کے روزوں کی نذر مانی تو ایام حیض کے دنوں کی قضا رکھے کیونکہ برس کبھی ایام حیض سے خالی بھی گزر جاتا ہے اور اگر برس روز غیر معین کے روزوں میں پے در پے کی نیت کی یا معین برس روز کے روزوں کی نیت کی تو اس پر رمضان کی قضا نہیں ہے کیونکہ معین اور پے در پے میں کوئی برس رمضان سے خالی نہیں ہوتا اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر لازم ہے کہ اس برس کے روزے رکھونگا تو جس وقت سے یہ نذر مانے اس وقت سے اسی سال کے بقیہ ایام کے اخیر تک کے روزہ رکھے نذر سے پہلے جو دن اس سال کے گذر گئے انکی قضا اس پر لازم نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا اور اگر یہ کہا کہ دہر کے روزے رکھونگا تو وہ صاحبین کے نزدیک چھ مہینہ ہیں اور دہر ساری عمر کو کہتے ہیں اگر یہ نیت کی تو ساری عمر کے روزے رکھے اور اگر یہ نذر مانے کہ دو روزے پے در پے اول و آخر مہینہ کے رکھونگا تو پندرھویں سولھویں کا روزہ رکھے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھ پر لازم ہے کہ جمعہ کا روزہ رکھوں اگر جمعہ سے سات دن مراد لے تو سات دن کے روزے رکھے اور اگر جمعہ کا دن مراد لیا تو ایک دن کا روزہ رکھے اور اگر کچھ نیت نہ کی تو سات دن کے روزے رکھے اور اگر جمعرات کہے تو صرف پہلے جمعرات جو آئی اس کا روزہ رکھے اور تیرہ قسم کے روزوں میں سے سات قسم کے حسب ذیل روزوں کو متواتر اور پے در پے

رکھنا واجب ہے ماہ رمضان کے روزے کفارہ ظہار کے روزے کفارہ قتل کے روزے کفارہ قسم کے روزے رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارہ کے روزے نذر معین کے روزے اعتکاف واجب[1] کے روزے

اور چھ قسم کے حسب ذیل روزوں میں پے در پے رکھنا واجب نہیں رکھنے والے کو اختیار ہے خواہ متفرق رکھے خواہ متواتر لیکن ماہ رمضان کی قضا کے روزہ متواتر رکھنا مستحب ہے تاکہ جلد قرض ذمہ سے ساقط ہو جائے نفل روزے[2] قضاء رمضان کے روزہ تمتع اور قران کے روزہ کفارہ حلق کے روزے احرام کی حالت میں شکار کرنے کے روزے نذر مطلق کے روزے اور عید الفطر اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں ذی الحجہ کا روزہ حرام ہے اور نوروز کا روزہ یعنی جس روز آفتاب برج حمل میں آتا ہے اور مہرگان کا روزہ یعنی جس روز آفتاب برج میزان میں آتا ہے یہ دونوں مجوسیوں کے کی عید کے ہیں عمداً ان دنوں کو بزرگ سمجھکر روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اگر عادتاً جس دن روزہ رکھا کرتا ہے وہ دن اتفاق سے نوروز یا مہرگان آپڑے تو مکروہ نہیں اور اگر اس دن کے روزہ کے ساتھ دوسرا دن بھی ملا لے یعنی اس سے پہلے دن کا یا اس سے پیچھے کے دن کا روزہ بھی رکھ لے تب بھی مکروہ نہیں کیونکہ

[1] یہ تفصیل صاحب درمختار نے لکھی ہے اور صاحب بحر الرائق نے بجائے اعتکاف کی قسم معین کے روزے لکھے ہیں مثلاً کوئی اس طرح کہے کہ قسم اللہ کی میں رجب کے روزے رکھونگا صاحب مختار نے انکو نذر معین میں شمار کیا ہے ۱۲ منہ

[2] یہ تفصیل بھی درمختار کی ہے صاحب بحر الرائق نے بجائے نفل روزہ کے مطلق قسم کے روزے لکھے ہیں مثلاً کوئی اسطرح کہے کہ قسم اللہ کی میں مہینہ کے روزے رکھونگا۔ صاحب مختار نے انکو نذر مطلق کے تحت میں شمار کیا ہے اور نذر مطلق یہ مراد ہے کہ اس نذر میں کسی مہینہ خاص یا پے در پے رکھنے کی نیت نہ ہو ۱۲ منہ

کراہت اس دن کی تخصیص میں بوجہ مشابہت کفار ہے اور جب دوسرا دن ملالیا تو پھر تخصیص اور مشابہت نہ رہی اسی طرح ہفتہ کا دن کہ جو یہودیوں کی عبادت کا دن ہے یا اتوار کا دن کہ نصاری کی عبادت کا دن ہے تنہا روزہ رکھنا مکروہ ہے جمعہ ہفتہ کا اور اتوار پیر کا رکھ لے تو مکروہ نہیں اور ساری عمر کے روزے رکھنا مکروہ ہے کیونکہ آدمی ادائے فرائض و واجبات، اور کسب معاش سے جو لابدی ہے انکی وجہ سے ضعیف و عاجز رہتا ہے اسی لیے وصل[۵] کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے بعض کے نزدیک تنزیہی بعض کے نزدیک تحریمی اور صاحبین فرماتے ہیں کہ وصل کا روزہ یہ ہے کہ پے در پے دو دن کے روزے رکھے اور بیچ میں افطار نہ کرے بعض فقہائے کے نزدیک وصل یہ ہے کہ برس روز کے روزے رکھے اور پانچ دن ایام ممنوعہ عیدین اور ایام تشریق کے بھی برابر رکھے لیکن برس روز کے روزوں میں جب ایام حیض میں روزے نہ رکھے تو بروایت مختار مکروہ نہیں اور چپ کا روزہ جس میں بات نہ کرے مکروہ ہے کیونکہ یہ فعل مجوس ہے اور عشرہ محرم کا تنہا روزہ رکھنا مکروہ ہے اور روزہ معہ نویں محرم کی سنت ہے بلکہ افضل تو یہ ہے کہ نویں دسویں گیارہویں محرم کا روزہ رکھے عشرہ محرم کا روزہ گذشتہ برس دن کے گناہوں کا کفارہ ہے اور ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرہ[۱۳] چودہ[۱۴] پندرہ[۱۵] کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور جمعہ کے دن تنہا روزہ رکھنا مستحب ہے مگر افضل و اولیٰ یہ ہے کہ جمعرات اور جمعہ کا رکھے اسی طرح بعض کے نزدیک تنہا جمعرات یا پیر کا روزہ رکھنا بھی

---

[۵] حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم نے وصل کے روزہ سے منع فرمایا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ تو وصل کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم میں کون شخص میری مثل ہے میں رات کو سوتا ہوں تو میرا پروردگار مجھکو کھلا پلا دیتا ہے متفق علیہ۔ اور وصل کا روزہ یہ ہے کہ پے در پے روزے رکھے جائیں اور رات کو روزہ افطار نہ کیا جاوے ۱۲ منہ

مستحب ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ دوسرا دن ملالے اور عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کا روزہ سنت ہے اور ایک برس گذشتہ اور ایک برس آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے[۵] لیکن اگر حاجیوں کو میدان عرفات میں ٹھیرنے اور ادعیہ و اذکار کے ادا کرنے میں روزہ رکھنے سے خوف ضعف ہو تو انکو روزہ رکھنا مکروہ ہے اگر خوف ضعف نہ ہو تو مکروہ نہیں ۸ و ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا چاہیئے غرضیکہ رمضان کے سوا ہر مہینہ میں تیرہویں چودھویں پندرہویں کا روزہ اور ہر ہفتہ میں پیر اور جمعہ اور جمعرات کا روزہ مستحب ہے اور برس میں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کا روزہ اور عشرہ محرم کا روزہ اور شوال میں چھ روزہ مستحب ہیں اور عشرہ اول محرم کے دس روزہ بلکہ ماہ محرم اور رجب اور شعبان اور ذی الحجہ جو متبرک مہینہ ہیں ان میں جس قدر روزے رکھنا ممکن ہو بہتر ہیں حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے کبھی شعبان کے سارے مہینہ کے روزے رکھتے تھے اور کبھی شعبان کے اکثر مہینہ کے روزے رکھتے تھے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ رمضان کے بعد افضل روزے محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی ہے اور حدیث میں ہے کہ حضور سرور عالم صلعم عشرہ محرم کے روزے کو اور رمضان کے روزوں کو اور روزوں پر فضیلت دیتے تھے اور خود جناب سرور عالم صلعم نے بھی عشرہ محرم کا روزہ رکھا تھا اور فرمایا کہ اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا تو نویں محرم کا بھی روزہ رکھونگا اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ ہر مہینہ کے تین روزہ اور رمضان سے رمضان تک کے روزے صوم دہر

۵۔ صحیح مسلم میں ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول کریم صلعم نے وصیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ وصیام عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ ۱۲ منہ

ہیں یعنی ہر سال اسی طرح رکھنے میں ان کا اجر و ثواب ساری عمر روزہ رکھنے کی برابر ہے اور میں اللہ سے طلب کرتا ہوں کہ وہ عرفہ کے روزہ کو ایک برس گذشتہ اور ایک برس آئندہ کے گناہوں کا کفارہ کردے اور میں اللہ سے طلب کرتا ہوں کہ عشرہ محرم کے روزہ کو ایک برس گذشتہ کے گناہوں کا کفارہ کردے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ پیر اور جمعرات کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش ہو تو میں روزہ سے ہوں اور جناب سرور عالم صلعم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے اور کسی شخص نے آپ سے پیر کے روزہ رکھنے کی بابتہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں پیر کے دن پیدا ہوا ہوں اور پیر ہی کے دن مجھپر وحی نازل ہوئی اور حضرت ابوذرؓ سے جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ جب تو مہینہ میں روزے رکھے تو تیرہویں چودہویں پندرہویں کا رکھ اور حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم چار باتوں کو ترک نہیں فرماتے تھے عشرہ محرم کا روزہ اور عشرہ ذی الحجہ کے روزے اور ہر مہینہ کے تین روزے اور فجر کی دو سنتیں اور حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم سفر و حضر میں ایام بیض کے روزے ترک نہیں فرماتے تھے اور حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم جمعہ کا روزہ کم ترک فرماتے تھے اور حدیث میں ہے کہ افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے کہ ایک دن رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھے تو گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے۔ یعنی جب اس طرح ہر سال رکھتا رہا تو ساری عمر کے رکھے ورنہ جس سال میں اس طرح رکھے اس سارے سال میں روزے رکھنے کا ثواب پایا۔ شوال کے چھ روزوں کو عید الفطر کے دوسرے ہی دن سے پے در پے رکھنے کو بعض علما اس وجہ

سے مکروہ کہتے ہیں کہ بوجہ اتصال کے ان میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو رمضان ہی میں نہ شمار کیا جائے اور نصاریٰ کی مشابہت ہو بعض کے نزدیک مکروہ نہیں کیونکہ جب رمضان میں عید کا روزہ نہ رکھا تو ان میں اور رمضان میں فرق اور فاصلہ ہو گیا اور مشابہت نصاریٰ کا اندیشہ زائل ہو گیا اگر عید الفطر کا بھی روزہ رکھکر پانچ روزہ اس کے بعد اور رکھتا تو بوجہ مشابہت نصاریٰ مکروہ تھا اور یہی صحیح و مختار ہے اور متقدمین علما اور متاخرین سب کے نزدیک عید الفطر کے دوسرے دن سے شش عید کے روزے رکھتے ہیں کچھ ڈر نہیں ہاں امامؒ کے نزدیک عید الفطر کے دوسرے دن سے رکھنا مکروہ ہے ہم حنفیوں کے ہاں مکروہ نہیں بلکہ مستحب و سنت ہے اب رہا یہ امر کہ پے در پے رکھنا افضل ہے یا بتفاریق امام مالکؒ کے نزدیک پے در پے رکھنا مکروہ ہے اور امام ابو یوسفؒ سے بھی ایسا ہی مروی ہے لیکن روایت مختار یہ ہے کہ پے در پے رکھنا مکروہ نہیں لیکن بتفاریق رکھنا مستحب ہے واللہ اعلم

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کے معنی لغت میں ٹھیرنے اور توقف کرنے کے ہیں اور شرعاً مسجد جماعت میں جہاں امام و موذن مقرر ہے خواہ پانچوں وقت اس میں نماز ادا ہوتی ہے یا نہیں مرد کا نیت اعتکاف کے ساتھ توقف کرنا ہے امام صاحب کے نزدیک جس مسجد میں پانچوں وقت نماز ادا ہوتی ہے وہاں ٹھیرنا شرط ہے بغیر ایسی مسجد کے اعتکاف صحیح نہیں بعض اسی کو صحیح کہتے ہیں اور اس زمانہ میں یہی قابل اعتماد ہے اور مسجد جامع میں مطلقاً خواہ پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو درست ہے یہ تو اعتکاف صحیح ہونے کا بیان ہے لیکن افضل اعتکاف ۱ مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ میں ہے پھر ۲ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پھر ۳ مسجد جامع میں پھر جس مسجد میں نمازی اکثر و بیشتر ہوں یہ سب تو مرد کے لئے ہے اور عورت

کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے[۵۱] وہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے اس کے حق میں وہ ہی مثل مسجد جماعت کے ہے وہاں سے بلا ضرورت پیشاب پاخانہ کے نہ نکلے اور اگر گھر میں مسجد نہ ہو تو جہاں نماز پڑھا کرتی ہے اسی کو مسجد بنا کر وہاں اعتکاف کرلے اور نماز کی جگہ کے سوا بھی گھر میں کسی جگہ اعتکاف کرے تو جائز ہے یعنی جس وقت اعتکاف کرنے کا ارادہ ہوا اس وقت گھر کی کوئی جگہ نماز کے لئے بنا کر وہاں اعتکاف کرے اور بغیر اجازت شوہر اعتکاف نہ کرے اور اجازت کے بعد شوہر کو پھر اس سے ہم صحبت ہونا جائز نہیں۔ پس اعتکاف کا رکن ٹھیرنا ہے اور مسلمان عاقل کا جو جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہو مسجد میں ہونا اور نیت اعتکاف کرنا یہ دو شرطیں ہیں بلوغ شرط نہیں سمجھدار لڑکے کا اعتکاف صحیح ہے اور آزاد ہونا اور مرد ہونا بھی اعتکاف کے لئے شرط نہیں غلام اور عورت بھی باجازت مولی اور شوہر اعتکاف کر سکتے ہیں اور اعتکاف تین قسم پر ہے واجب[۵۲] اور سنت موکدہ اور مستحب اگر کوئی شخص اعتکاف کی نذر مانے اور زبان[۵۳] سے اس طرح کہے کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک مہینہ کا اعتکاف کروں گا تو مہینہ بھر کا اعتکاف کرنا ایفائے نذر کا اس پر واجب ہے اگر رجب کی نذر کی اور جمادی الثانی میں اعتکاف کرلیا تو بھی درست ہے یا نذر کو معلق کسی شرط کے ساتھ کرے کہ اگر فلاں غائب آجائے گا

---

۵۱ اگرچہ عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے مگر محلہ کی مسجد میں کرنا مسجد جماعت اور بڑی مسجد سے بہتر ہے ۱۲

۵۲ ہر گھر والے کو مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر میں ایک نماز پڑھنے کی جگہ بنالے وہی مسجد بیت ہے مرد اس میں سنن و نوافل پڑھیں اور فرض مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اعتکاف بھی مسجد میں کریں اور عورتیں سب نماز فرض و نفل اسی میں پڑھیں اور اسی میں اعتکاف کریں ۱۲ منہ

۵۳ یعنی اس میں دل کی نیت کافی نہیں زبان کے کہنے سے واجب ہوگا ۱۲ منہ

فلاں مریض تندرست ہو جائے گا تو اس قدر دنوں کا اعتکاف کرونگا تو اس شرط کے پورا ہونے کے بعد اتنے دنوں کا اعتکاف کرنا واجب ہے نذر کی شرط پورا ہونے سے پہلے درست نہیں اور اس اعتکاف واجب میں روزہ ہونا شرط ہے حتی کہ اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھپر لازم ہے کہ بلا روزہ کے ایک مہینہ کا اعتکاف کروں گا تو اس پر اعتکاف کرنا اور ایام اعتکاف میں روزہ رکھنا واجب ہے اسی لئے اگر صرف رات کے اعتکاف کی نذر مانے تو وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ رات میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر دن کے اعتکاف کی نذر مانے اور اس کے ساتھ رات کی بھی نیت کی یا رات دن دونوکا لفظ کہا تو وہ صحیح ہے رات دن دونوں اعتکاف کرے اور دن کا روزہ رکھے اور اگر سارے ماہ رمضان کی اعتکاف کی نذر مانے تو وہ نذر صحیح ہے اور رمضان کا روزہ اعتکاف کے روزہ کے لئے کافی ہے اگر اس رمضان میں اعتکاف نہ کیا تو پھر کسی دوسرے مہینہ میں اس کی قضا کرے اور پے در پے اس مہینہ میں روزے رکھے دوسرے رمضان آئندہ میں اس کی قضا نہیں کرسکتا ہاں اگر اسی رمضان کے قضا کے روزے پے در پے رکھے اور اس میں اعتکاف کی بھی قضا کرے تو جائز ہے اور اگر مہینہ بھر کے اعتکاف کی نذر مانی اور مر گیا اور وصیت کر گیا تو اس کے وارث ہر دن کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو مثل صدقہ فطر کے کسی مسکین کو دیں اور بلا وصیت بھی وارث دیدیں تو جائز ہے اور اگر بحالت بیماری مہینہ بھر کے اعتکاف کی نذر مانی اور تندرست نہ ہوا اور اس میں مر گیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن بھی اچھا ہو گیا اور پھر مرا تو سارے مہینہ کا ہر دن کے بدلے مثل صدقہ فطر کے فدیہ دے دوسرا اعتکاف نفل ہے اور وہ عشرہ اخیر رمضان کی سوا ہر زمانہ میں مستحب ہے اس میں روزہ رکھنا شرط نہیں اور کم سے کم اس کی مقدار بر قسے

ظاہرالروایۃ[۵۱] ایک ساعت یعنی تھوڑا سا زمانہ ہے ساعت نجومی یعنی گھنٹہ مراد نہیں اگر مسجد میں گیا اور مسجد سے نکلنے کے وقت تک اعتکاف کی نیت کی تو درست ہے اور اگر نفل اعتکاف کو شروع کرکے قطع کردیا تو اس کی قضا بھی لازم نہیں تیسرا اعتکاف سنت موکدہ ہے اور وہ عشرہ اخیر رمضان کا ہے مگر یہ سنت عین نہیں ہے۔ سنت کفایہ[۵۲] ہے اگر ایک دو آدمی بھی اعتکاف کرلیں تو باقی سب سے یہ سنت ساقط ہو جاتی ہے اس اعتکاف مسنون کو بھی شروع کرلینے اور نیت کرلینے سے پورا کرنا لازم ہے اگر سب کو فاسد کردے تو سب کی قضا اور بعض کو فاسد کردے تو بعض کی قضا قول امام ابو یوسف پر رکھنی چاہیئے اور روزہ کی شرط فقہا نے اس اعتکاف مسنون میں اس وجہ سے نہیں لگائی کہ وہ عشرہ اخیر رمضان میں ہوتا ہے جس میں عادتاً سب روزہ سے ہی ہوتے ہیں ورنہ روزہ کا ہونا اس میں بھی شرط ہے اگر کوئی شخص بوجہ سفر یا مرض روزہ سے نہ ہو تو وہ اعتکاف مسنون نہیں ہوگا نفل اعتکاف ہوگا۔ اعتکاف نفل کے سوا معتکف کو سوای پیشاب پاخانہ یا غسل کرنا ممکن نہ ہو یا نماز جمعہ یا عید[۵۳] کی اپنے اعتکاف کی مسجد سے نکلنا حرام ہے حاجت ضروری کے لئے گھر میں جاکر بعد فراغت پھر مسجد میں آجائے اگر ایک ساعت بھی زیادہ گھر میں ٹھیرے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اگر مسجد کے قریب کسی

---

۵۱ اور ایک روایت میں اس کی مقدار ایک دن ہے تو اس صورت میں اسی روایت کی مطابق اس میں روزہ ہونا بھی شرط ہے ۱۲ منہ

۵۲ اگرچہ جناب سرور عالم صلعم نے عشرہ اخیر رمضان میں ہمیشہ اعتکاف فرمایا ہے ترک نہیں فرمایا مگر جن صحابہ رض نے اعتکاف نہ کیا انپر آپ نے انکار نہ فرمایا اس لئے سنت موکدہ ہے اگر واجب ہوتا تو آپ ان پر انکار فرماتے ۱۲ منہ

۵۳ یہ اس صورت میں ہے کہ ایام عیدین اور ایام تشریق کے اعتکاف کی نذر مانے اور اس میں بھی

(دیکھو صفحہ ۹۲)

دوست کا گھر ہے تو وہاں پیشاب پاخانہ کے لئے جانا ضرور نہیں اور اگر اس معتکف کے دو گھر ہیں ایک قریب ایک بعید تو بعض کے نزدیک دور کے گھر میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا بعض کے نزدیک فاسد نہ ہو گا اور اگر مسجد ہی کا پاخانہ قریب ہو مگر وہاں جانا پسند نہ ہو اور طبیعت گوارہ نہ کرے اور گھر ہی کے پاخانہ میں جائے تو جائز ہے اور پیشاب پاخانہ جانے میں اگر کسی قرض خواہ نے پکڑ کر ایک ساعت ٹھہا رکھا تو امام صاحب کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہ ہوگا اور اذان کے لئے نکلنا خواہ موذن ہو یا نہ ہو اور مینارہ اذان کا دروازہ مسجد میں ہو یا خارج مسجد ہو درست ہے اور نماز جمعہ کے لئے دوپہر کو ایسے وقت مسجد جامع میں جائے کہ چار سنتیں قبل جمعہ اور خطبہ ملجائے اور بعد نماز جمعہ کے بقدر چار یا چھ رکعت سنت پڑھنے کے ٹھیرے اور اگر مسجد جامع میں زیادہ ٹھیرا یہاں تک کہ ایک رات دن ٹھیرا اور وہاں اعتکاف پورا کیا تو اعتکاف فاسد نہ ہو گا اس لئے کہ مسجد جامع بھی محل اعتکاف ہے مگر مکروہ ہو گا اور اگر حاجت ضروری کے اثنا میں یعنی پیشاب پاخانہ یا نماز جمعہ کے آنے جانے میں بلا قصد کسی مریض کی عیادت کی یا نماز جنازہ پڑھ لی تو جائز ہے قصداً عیادت مریض اور نماز کے لئے نکلنا جائز نہیں اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور ڈوبتے ہوئے یا جلتے ہوئے کو بچانے کے لئے اور ادائے شہادت کے لئے جانے سے بھی اعتکاف فاسد ہو گا اور اگر بیماری کی وجہ سے یا مسجد منہدم ہو جانے یا اس کے نمازی متفرق ہو جانے اور جماعت منقطع ہو جانے کی وجہ سے نکلا تو بھی اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اگر کھینچ لی

(بقیہ صفحہ ۹۲) وہی اختلاف ہے جو ان ایام ممنوعہ کے روزوں میں اختلاف ہے کیونکہ روزہ کا ہونا لوازم اعتکاف سے ہے بروایت امام محمدؒ نذر تو صحیح ہے مگر اور دنوں میں انکی قضا کرے اگر ان دنوں میں اعتکاف کیا تو درست تو ہو گا مگر گنہگار ہو گا اور بروایت امام ابو یوسفؒ نذر ہی صحیح نہ ہو گی ۱۲ منہ

سے نکلا یا جبراً نکالا گیا تو بھی اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن مسجد منہدم ہو جائے ور جبراً نکالے جانے کے بعد اسی وقت دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا اور اگر اپنی جان یا مال کے خوف سے نکلا تو بھی فاسد نہ ہوگا اور نذر کے اعتکاف میں وقت نذر اگر یہ شرط کر لی تھی کہ عیادت مریض اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں جاؤنگا تو پھر اس کو ان موقعوں میں جانا جائز ہے غرضیکہ سوائے عذر پیشاب یا پاخانہ اور نماز جمعہ کے جس مسجد میں معتکف ہے وہاں سے بلا ان عذرات کے ایک ساعت[۱] کو بھی نکلے گا تو امام صاحب کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائے گا اس کی قضا کرے اور صاحبین کے نزدیک آدھے دن سے کم باہر رہنے میں فاسد نہ ہوگا اور جب آدھے دن زیادہ باہر رہیگا تو فاسد ہو جائے گا پس معتکف کو اسی مسجد میں کھانا پینا سونا چاہیئے[۲] اور ضروری کھانے پینے کی چیزوں کے اپنے اور اپنے عیال کے لئے مسجد میں خرید و فروخت کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں جبکہ وہ شے مبیع مسجد میں نہ لائی جائے مبیع کو مسجد میں نہ لائے مبیع کو مسجد میں لانا مکروہ تحریمی ہے اسی طرح تجارت کے لئے بھی خرید و فروخت مکروہ تحریمی ہے نکاح و رجعت بھی مسجد میں کرسکتا ہے اور جب یہ کام مسجد ہی میں جائز رکھے گئے تو ان کاموں کے لئے مسجد سے نکلنا نہیں چاہیئے نکلیگا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا آدمی کھانے پینے کی چیزیں لا دینے والا نہ ہو تو پھر وہ بھی مثل حوائج ضروری پیشاب یا خانہ کے تصور ہوں گے اور ان کے لئے نکلنا درست ہوگا۔ یہ سب اعتکاف واجب میں ہے نفل اعتکاف میں بعذر اور بغیر عذر نکلنے کا اور عیادت مریض اور نماز جنازہ پڑھنے کا کچھ ڈر نہیں لعہ اگر یہ اعتکاف

---

[۱] یہاں بھی ساعت سے تھوڑا سا زمانہ مراد ہے گھنٹہ مراد نہیں ہے ۱۲ منہ

[۲] غیر معتکف کو مسجد میں کھانا اور سونا اور خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے مگر مسافر کو سونا مکروہ نہیں بعض کے نزدیک مسجد میں کھانا پینا سونا مطلقاً خواہ مسافر ہو یا مقیم مکروہ نہیں مگر پہلا قول زیادہ معتمد ہے ۱۲ منہ

ہو کہ چپ رہنا عبادت ہے تو چپ رہنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ چپ کے روزہ سے حدیث میں ممانعت ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ زبان کے گناہوں سے مثل غیبت اور جھوٹ اور فحش وغیرہ سے سکوت اعظم عبادات میں سے ہے حدیث میں ہے من سکت نجا اور بری باتوں سے چپ رہنا تو واجب ہے پس معتکف کو سوائے نیاب باتوں کے دنیا کی باتیں اور دنیا کے کام نہیں کرنے چاہئیں ہر وقت نوافل اور ذکر الہی تسبیح تہلیل تحمید تلاوت قرآن وحدیث اور درود شریف اور تدریس علم دین اور حضرت نبی کریم صلعم اور دیگر انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات اور سیر کے پڑھنے میں مشغول رہنا چاہیئے اور ایک نماز جماعت سے پڑھ چکنے کے بعد دوسری نماز جماعت کا منتظر رہنا چاہیئے کیونکہ مقصود اصلی اعتکاف کا انتظار جماعات اور تشبیہ بالملائکہ ہے جنکے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لایعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون یسبحون اللیل والنہار وھم لایسئمون کیونکہ معتکف کلیتاً دنیا کے مشاغل و ملاہی سے جو اللہ سے دوری کا باعث ہیں علیحدہ قرب الہی کے لئے اس کی عبادت میں بیٹھا ہے اس لئے ہر وقت اس کو عبادت الہی نماز روزہ وغیرہ میں مستغرق رہنا چاہیئے ہاں ضرورت کے وقت مباح کلام کا جس میں کوئی گناہ نہ ہو مضایقہ نہیں اور عورت کے ساتھ قبل یا دبر میں صحبت کرنے سے اگرچہ خارج مسجد کرے خواہ انزال ہو یا نہ ہو خواہ عمداً ہو یا سہواً اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولاتباشروھن وانتم العاکفون فی المساجد اور بوسہ اور لمس سے اگر انزال ہو جائے تب بھی اعتکاف باطل ہو جائے گا اور اگر انزال نہ ہو تو باطل تو نہ ہو گا مگر اعتکاف میں جماع اور مقدمات جماع مثل بوسہ اور لمس و معانقہ وغیرہ سب حرام ہیں اور نظر کرنے سے یا فکر کرنے سے اگر انزال ہو جائے تو بھی اعتکاف باطل نہ ہو گا اور احتلام سے بھی باطل نہ ہو گا اور اگر بھول سے دن کو کھانے

تو بھی اعتکاف باطل نہ ہوگا عمداً کھا لینے سے باطل ہو جائے گا اور بیہوشی اور جنون اگر چند روز تک ہمیشہ رہے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اچھا ہونے پر از سر نو اعتکاف کرے اور اگر برسوں رہے تو اچھا ہونے پر قضا کرے اور اعتکاف میں خوشبو لگانا اور سر و داڑھی میں تیل ڈالنے کا کچھ حرج نہیں - ہر مسلمان کو عشرہ اخیر رمضان میں اعتکاف کرنا چاہیئے کیونکہ جناب سرورِ عالم صلعم نے ہمیشہ رمضان میں دس۱۰ دن اعتکاف فرمایا ہے اور کبھی ترک نہیں فرمایا ایک سال ناغہ ہو گیا تھا تو دوسرے سال کے رمضان میں بیس۲۰ دن کا اعتکاف فرمایا اور رمضان کی ہر رات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس آیا کرتے تھے اور آپ اُن سے قرآن شریف کا دور فرماتے اور جس سال وفات ہوئی اُس سال میں بیس۲۰ دن کا اعتکاف فرمایا اور دو۲ دفعہ قرآن شریف کا دور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کیا اور یہ بھی مروی ہے کہ ایک دفعہ عشرہ درمیانی رمضان میں آپ نے اعتکاف فرمایا اور جب آپ اعتکاف سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیل ع آپکے پاس آئے اور کہا کہ جس چیز کو آپ ڈھونڈھتے ہیں وہ آپ کے پیچھے ہے یعنی لیلۃ القدر عشرہ آخر میں ہے اس سے بعض علما استدلال کرتے ہیں کہ لیلۃ القدر اکیس۲۱ شب کو ہے -

لیلۃ القدر کا بیان

لیلۃ القدر[1] امام صاحب کے نزدیک رمضان ہی میں ہوتی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کون سی رات میں ہوتی ہے کیونکہ وہ معین نہیں مقدم موخر ہوتی رہتی ہے اور صاحبین کے نزدیک رمضان ہی کی ایک رات میں ہوتی ہے مگر یہ خبر نہیں کہ وہ کونسی رات میں ہوتی ہے اور امام صاحب سے مشہور روایت یہ ہے کہ وہ سارے برس میں دورہ کرتی رہتی ہے کبھی رمضان میں ہوتی ہے کبھی رمضان کے سوا اور مہینہ میں اور سلطان العارفین

۱؎ اس رات کو اس وجہ سے لیلۃ القدر کہتے ہیں کہ تمام مخلوق کے رزق اور موت و حیات وغیرہ کے احکام سال بھر کے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر ہیں وہ اس رات میں فرشتوں کو بتاتے ہیں ۱۲ منہ

حضرت مولانا محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں اسی سے اتفاق کر کے فرماتے ہیں کہ وہ تمام سال میں پھرتی رہتی ہے میں نے اس کو شعبان میں بھی دیکھا ہے اور ربیع میں بھی دیکھا ہے اور رمضان میں بھی دیکھا ہے اور اکثر رمضان کے عشرہ آخر میں بھی دیکھا ہے اور رمضان کے درمیانی عشرہ میں ایک دفعہ جفت رات میں اور ایک دفعہ طاق رات میں دیکھا ہے پس بالیقین سارے سال بھر پھرتی رہتی ہے اور مہینہ کی جفت اور طاق راتوں میں ہوتی ہے اور امام احمد بونی شمس المعارف کبریٰ میں حضرت شیخ عارف باللہ امام ابو الحسن خرقانی رح سے لکھتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں جب سے بالغ ہوا کوئی لیلۃ القدر کسی سال کی مجھ سے فوت نہیں ہوئی نیز وہ فرماتے ہیں کہ جب پہلی رمضان کی یکشنبہ کے دن ہو تو لیلۃ القدر رمضان کی انتیس ۲۹ شب کو ہوتی ہے اور جب دوشنبہ کو ہو تو لیلۃ القدر اکیسویں ۲۱ شب کو ہوتی ہے اور جب سہ شنبہ کو پہلی ہو تو لیلۃ القدر چوبیسویں ۲۴ شب کو ہوتی ہے اور جب چار شنبہ کے پہلی ہو تو لیلۃ القدر بیسویں شب کو ہوتی ہے اور جب پنجشنبہ کو پہلی ہو تو پچیسویں ۲۵ شب کو لیلۃ القدر ہوتی ہے اور جب جمعہ کو پہلی ہو تو انتیسویں ۲۹ شب کو لیلۃ القدر ہوتی ہے اور جب شنبہ کو پہلی ہو تو تیئیسویں ۲۳ شب کو لیلۃ القدر ہوتی ہے اور لیلۃ القدر کے متعلق علماء کے بکثرت اقوال میں جو قریب چھیالیس ۴۶ کے ہیں غرضیکہ لیلۃ القدر تمام سال کے دن اور راتوں سے افضل و اعلیٰ ہے ہر نیک عمل کا ثواب اس میں ہزار کی برابر ہے یعنی ایک رکعت کا ثواب اس میں اور وقت کی ہزار رکعتوں کی برابر ہے اس لئے اس رات کا ڈھونڈنا مستحب ہے اور تمام متبرک راتوں میں بامید لیلۃ القدر بکثرت تنہا نماز نفل اور ذکر الٰہی اور دعا اور تلاوت قران شریف اور درود شریف میں مصروف رہنا چاہیئے جو شخص اس کو دیکھے اس کو چاہیئے کہ ظاہر نہ کرے اور اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے جناب سرور عالم صلعم نے حضرت عائشہ رض سے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو دیکھو تو یہ دعا پڑھو

اور احادیث میں رمضان کے عشرہ آخر کے وتر راتوں میں اس کے ڈھونڈھنے کا ارشاد ہے اور ستائیس شب کی نسبت اکثر اقوال و احادیث وارد ہیں اور وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

صدقہ فطر کا بیان

جس دن رمضان کے روزے پورے کر کے روزہ کھولیں اس دن کا یہ صدقہ ہے کیونکہ فطر کے معنی لغت میں چیرنے اور کھولنے کے ہیں جو لفظ صوم کی ضد ہے کیونکہ صوم کے معنی بند رہنے اور رکا رہنے کے ہیں اس لئے یکم شوال کو عید الفطر کہتے ہیں پس باعتبار ترتیب زمانی یہاں اس کا بیان کرنا بے محل نہ ہوگا بعض کتب فقہ میں اس کا بیان روزہ کے بیان کے بعد ہی کیا گیا ہے اور اکثر فقہا نے اس کا بیان زکوٰۃ میں کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ کی طرح یہ بھی مالی خیرات ہے۔ شعبان ۲ھ سنہ ہجری میں جس سال روزہ رمضان فرض ہوا اسی سال عید الفطر سے دو دن پہلے جناب سرور عالم صلعم نے صدقہ فطر کا خطبہ میں حکم فرمایا صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد پر جبکہ وہ کسی مال کا مالک نصاب[۱] ہو کہ جو اس کے رہنے کے مکان اور پہننے کے کپڑے اور اثاث البیت اور سواری کے گھوڑے اور ہتیار اور غلام اور قرض سے اور اہل و عیال کے خرچ سے فاضل و زائد ہو واجب[۲] ہے

[۱] نصاب چاندی کا دو سو درم ہے جسکی باون تولہ چھ ماشہ چاندی ہوتی ہے اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جسکا سات تولہ چھ ماشہ سونا ہوتا ہے خواہ زیور ہو یا پترہ ہوں یا برتن ہوں یا روپیہ اشرفی ہوں اور گائے بیل بھینس کا نصاب تیس ہے اور اونٹ کا پانچ اور بھیڑ بکری دنبہ کا چالیس ۱۲ منہ

[۲] اور ہر سہ آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے نزدیک فرض ہے کیونکہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ ان رسول اللہ صلعم فرض زکوٰۃ الفطر فی رمضان علی الناس صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی کل حر و عبد و ذکر و انثٰی اور امام شافعیؒ کے نزدیک جسکے پاس ایکدن کی خوراک اپنی اور اپنی بیوی بچوں سے زیادہ ہو اس پر صدقہ فطر واجب ہے ۱۲

غلام پر واجب نہیں کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں بچہ اور مجنوں پر جو مالک نصاب ہو امام صاحب اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک صدقہ فطر واجب ہے[1] انکے ولی کو انکی طرف سے کرنا چاہیئے اور امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک بچہ اور مجنون پر صدقہ فطر واجب نہیں اگر باپ یا وصی انکی طرف سے دیدینگے تو انپر اس کا ضمان عائد ہوگا اور جسطرح زکواۃ میں مال نامی ہونا شرط ہے اس میں مال کا نامی ہونا یعنی بڑھنے والا ہونا تجارت کا مال ہونا شرط نہیں بلکہ جب بلا حرج اسکے ادا کی ادنیٰ قدرت ہو اور اسباب و سامان حاجت سے زیادہ کی قیمت بقدر نصاب ہو مثلاً حاجت سے زیادہ پرانے کپڑے ہی دو سو درم کے ہوں یا اپنے رہنے کے مکان سے زیادہ دوسرا مکان یا ایک غلام سے زیادہ دوسرا غلام یا ایک گھوڑے سے زیادہ یا زمیندار کو چار بیلوں سے زیادہ یا اہل علم کو ضروری ایک دو کتابوں سے زیادہ یا قاری کو ایک قرآن سے زیادہ بقدر نصاب ہو جائیں تو صدقہ فطر واجب ہوگا خواہ وہ اسی وقت وجوب کے بعد ہی خرچ ہو جائے اور مثل صدقہ فطر کے اسی قدرت نصاب پر قربانی اور نفقہ اقارب بھی واجب ہو جاتا ہے[2] پس ایسا مالک نصاب آزاد شخص اپنی اور اپنی چھوٹی اولاد فقیر اور خدمت کی[3] لونڈی غلام کی طرف سے اگرچہ غلام کافر ہو نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کے ستو یا روٹی یا ایک صاع جو یا کجھور[4] یا منقیٰ صدقہ فطر دیوے اور اگر چھوٹا بچہ یا مجنون بچہ خود غنی اور مالک نصاب ہوں تو ان کے مال میں سے دیوے اور بڑے مجنون اور معتوہ کا بھی جو فقیر ہو صدقہ فطر باپ پر ہے خواہ جنون

---

[1] کیونکہ اس میں عقل و بلوغ شرط نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] اور اسی نصاب پر زکواۃ اور صدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ کا لینا حرام ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

[3] تجارت کے لونڈی غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر نہ دے کیونکہ انپر زکواۃ ہے ۱۲ منہ

[4] اور جن اجناس غلہ کا ذکر جیسے جوار باجرہ مکئی وغیرہ احادیث میں نہیں ہے وہ صدقہ فطر میں دیجاویں تو قیمت کے اعتبار سے دیجائینگی ۱۲ منہ

اصلی ہو یا عارضی اور جس چھوٹی فقیر دختر کا نکاح کر کے خاوند کے سپرد کر دیا تو اس کا صدقہ فطر باپ پر واجب نہیں نہ خود اس دختر پر واجب ہے کیونکہ وہ فقیر ہے نہ شوہر پر کیونکہ شوہر پر عورت کا صدقہ فطر واجب نہیں ہاں اگر وہ لڑکی خود غنی ہے تو اس کے مال سے دیا جائے خواہ نکاح ہو یا نہ ہوا ہو آدمی پر اپنی بڑی اولاد کا اگرچہ اپاہج ہو اور چھوٹی بہنوں کا اور ماں باپ کا اور دیگر رشتہ داروں کا اگرچہ ماں باپ اور رشتہ دار اسی کے پرورش میں ہوں اور یہی انکی نان ونفقہ کا کفیل ہو صدقہ فطر واجب نہیں اور دادا پر اپنے تنگدست پسر کی اولاد کا صدقہ فطر واجب نہیں خواہ ان کا باپ زندہ ہو یا مرگیا ہو اور زوجہ کا صدقہ فطر بھی شوہر پر واجب نہیں اگر زوجہ کا اور اپنی بڑی اولاد کا جبکہ وہ اسی کی عیال میں سے ہوں صدقہ فطر دیدے تو جائز ہے اگر بلا اجازت انکی دیدے تب بھی بروایت مفتی بہ جائز ہے بلکہ سوائے زوجہ اور بڑی اولاد کے ماں باپ یا اور رشتہ داروں کا یا پوتہ کا بھی جو اس کے عیال میں ہوں صدقہ فطر دیدے اگرچہ بغیر انکے حکم واجازت کے دے تو جائز ہے البتہ جو اس کی عیال[51] میں نہیں ہیں انکا صدقہ فطر بلا ان کے حکم کے دینا جائز نہیں اور کشمکش یا منقی اگر صدقہ فطر میں دیجائے تو امام صاحب سے ایک روایت میں نصف صاع ہے اور ایک روایت میں ایک صاع مروی ہے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور یہی مفتی بہ ہے اور صاع کے وزن میں بہت اختلاف ہے اس زمانہ کی تول سے تقریباً ساڑھے تین سیر ہوتا ہے اور نصف صاع پونے دو سیر[52] اگر بجائے پونے دو سیر کے دو سیر گیہوں اور بجائے ساڑھے تین سیر کے چار سیر دیدے تو بہتر ہے اور قیمت کا دینا جنس کے دینے سے

---

۵۱ عیال - آنکہ تکفل و تعہد حال ایشاں و مؤنت ایشاں باید نمود و نفقہ باید داد ۱۲ منتخب

۵۲ نصف صاع بوزن لکھنو ڈیڑھ سیر آدہی چھٹانک ساڑھے تین ماشہ ہوتا ہے ہذا ما حققہ بعض المتاخرین من المجددین ۱۲ منہ

بروایت مفتی بہ افضل ہے گیہوں جو کھجور تینوں میں سے جس کی قیمت چاہے دیدے اور امام محمد کے نزدیک گیہوں ہی کی قیمت دے مگر قیمت کا دینا افضل اس وقت ہے کہ جب ارزانی غلہ کا زمانہ ہو اور اگر زمانہ قحط و گرانی کا ہو تو جنس کا دینا افضل ہے اور ایک روایت میں گیہوں کا دینا ہر حال میں افضل ہے خواہ ارزانی ہو یا گرانی اور یہ روایت بھی مفتی بہ ہے اور صدقہ فطر واجب ہونے کا وقت عید الفطر کی صبح صادق طلوع ہونے پر ہے اگر کوئی شخص اس سے پہلے مرگیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اگر صبح صادق کے بعد مرا تو واجب ہے اور جو بچہ صبح صادق ہونے سے پہلے پیدا ہوا یا جو شخص صبح صادق سے پہلے مسلمان ہوگیا اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور جو بعد صبح صادق پیدا ہوا یا اسلام لایا اس پر واجب نہیں اور جو بعد عید الفطر فقیر ہوگیا اور صدقہ فطر نہیں دیا تھا اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور نماز عید الفطر کو جانے سے پہلے دیدینا مستحب ہے اور عید الفطر سے پہلے رمضان میں بھی اور رمضان سے پہلے بھی بلاتفصیل مدت دیدینا درست ہے اسی طرح اگر عید الفطر کو نہ دیا تو وہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوا اس کو ادا کرنا چاہیئے اس کی ادا کا کوئی وقت مقرر نہیں بروایت صحیح ہم[۱] حنفیوں کے نزدیک ساری عمر ادا ہے جس وقت دیدیگا ادا ہو جائے گا برخلاف قربانی کے کہ اس کا ایام قربانی سے پہلے کرنا بھی جائز نہیں اور ایام قربانی ختم ہونے پر وہ ساقط ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص بلا ادائے صدقہ فطر کے مرگیا تو ورثاء اگر بخوشی خود بلا جبر بطور تبرع ادا کردیں تو جائز ہے اور اگر وصیت کرگیا ہے تو ثلث مال سے دیا جائے گا۔ جو شخص بنا بر سفر یا مرض یا بوجہ شیخ فانی ہونے کے یا حاملہ یا مرضعہ ہونیکے روزہ نہ رکھے تو صدقہ فطر اس پر سے ساقط نہ ہوگا بشرط نصاب صدقہ فطر ادا کرنا

[۱] دوسری روایت ضعیف حسن بن زیاد کی یہ ہے کہ اسکی ادا کا وقت عید الفطر کا دن ہے اگر تمام دن عید الفطر کا گذر گیا اور صدقہ فطر ادا نہ کیا تو وہ مثل قربانی کے ساقط ہوگیا ۱۲ منہ

واجب ہے اور ہر شخص کو اپنا صدقہ فطر ایک مسکین کو یا چند مساکین کو دینا درست ہے[1]
اور چند آدمی اپنا اپنا صدقہ فطر ایک ہی مسکین کو دیدیں تو یہ بھی بلاخلاف درست
ہے اور صدقہ فطر اپنے اصول یعنی باپ دادا پردادا وغیرہ کو اور فروع یعنی بیٹے پوتے
وغیرہ کو نہ دے نہ بیوی خاوند کو دے نہ خاوند بیوی کو نہ مالدار آدمی کو دے نہ سید کو
دے نہ کافر کو دے[2] اور افضل یہ ہے کہ اول فقیر بھائی بہنوں کو دے پھر انکی اولاد
کو دے پھر چچا پھوپھیوں کو دے پھر انکی اولاد کو دے پھر ماموں خالاؤں کو دے پھر ان
کی اولاد کو دے پھر ذوی الارحام کو دے پھر ہمسایہ کو پھر اپنے اہل حرفہ کو پھر اپنے شہر
یا گاؤں والے کو دے بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر میں تین باتیں ہیں قبولیت روزہ
سکرات موت سے فلاح و نجات عذاب قبر سے نجات بعض روایات میں وارد
ہے کہ روزہ رمضان موقوف ہے صدقہ فطر پر اور حدیث ابوداؤد میں ہے کہ صدقہ
فطر روزہ کا لغو اور فحش باتوں سے پاک کرنے والا اور مساکین کا کھانا ہے۔

بھائیو! عید الفطر کا دن گناہوں کی مغفرت اور نزول رحمت کا متبرک دن
ہے بیہقی شعب الایمان میں انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت میں اترتے ہیں اور جو بندہ
کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے اس کے لئے دعاء استغفار کرتے
ہیں اور درود بھیجتے ہیں پھر جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
کے ساتھ فرشتوں پر فخر فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو اس مزدور

---

[1] امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک ذمی کافر کو دینا جائز ہے مگر مسلمان کو دینا بہتر ہے اور امام شافعی کے نزدیک اور امام ابو یوسف سے ایک روایت میں ذمی کافر کو دینا جائز نہیں اور فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر بھی اور حربی مستامن کو بالاجماع دینا جائز نہیں

[2] لیکن ایک مسکین کو دینا مستحب ہے وہ بہتر ہے اور چند مساکین کو دینا اگرچہ بہت تنزیہہ جائز ہے ۱۲ منہ

عید الفطر کی فضیلت

کا کیا بدلا ہے جس نے اپنا کام پورا کر دیا فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار اس کا بدلا یہ ہے کہ اس کو پوری مزدوری دیدیجاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں نے میرے فرض کو جو میں نے انپر فرض کیا تھا ادا کر دیا پھر وہ باہر نکلے ہیں اور دعا کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہیں مجکو اپنی عزت اور جلال اور کرم اور بلندی قدر اور بلندی مرتبہ کی قسم میں انکی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخشدیا اور تمھاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا پھر فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ وہ لوٹ کر جائینگے اس حال سے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی مغفرت فرمائی ہے۔ اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ اللہ تعالیٰ نظر رحمت کے ساتھ عیدین کے روز زمین کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر وہ اپنے گھروں سے نماز عیدین کیلئے نکلتے ہیں تاکہ رحمت الٰہی تم کو عطا کی جاوے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی عید الفطر یا عید الضحیٰ کی رات کو شب بیداری کرے اس کا دل نہ مریگا جس دن دل مرجائیں گے یعنی قیامت کی ہول سے محفوظ و مصئون رہیگا واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

لہ ان یتہ کہ ایام عیدین میں مسلمانوں کو کثرت سے اعمال صالحہ کرنے چاہئیں اور ملاہی اور مناہی سے بچنا چاہیئے جیسے ریشمی کپڑہ یا مزعفر و معصفر کپڑے مرد کو پہننا ناچ گانے کی محفلیں کرنا مزامیر سننا تھیٹروں میں جانا کیونکہ یہ کام اور دنوں کیطرح عیدین کے دن بھی حرام ہیں ہاں اقربا و احباب سے ملنا اور مصافحہ معانقہ کرنا جائز ہیں ۱۲ منہ

حسن نظامی کی عرض

الحمدللہ جناب مولانا عبدالرحیم صاحب مفتی اعظم ریاست الور کا مضمون ختم ہوا۔ مولانا صاحب نے روزہ کے مسائل و احکام کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا ہے اور وہ تمام باتیں لکھدی ہیں جنکی واقفیت بہت ہی ضروری ہے اور جس سے اکثر مسلمان عورت مرد بے خبر ہوتے ہیں۔

مولانا کے اس رسالہ میں اتنی زیادہ معلومات روزہ کے متعلق ہے کہ ایسی کسی اردو کتاب میں ایک جگہ نہ ہوگی یا مجھکو نہ ملی کیونکہ میں نے تبلیغ کیلئے ایسے رسائل کی بہت تلاش کرائی تھی جنمیں روزہ کے سب تفصیلی احکام و مسائل موجود ہوں، مگر مجھے جسقدر رسائل ملے وہ اتنے مفصل نہ تھے اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ نظامیہ تبلیغ دہلی نے یہ رسالہ شائع کرکے اردو زبان میں ایک ضروری اضافہ کردیا جس کی ابتک کمی محسوس ہورہی تھی

اگر میری صحت اچھی ہوتی اور فرصت بھی ملتی تو میں مولانا کی اجازت سے دو اصلاحیں اس رسالہ میں ضرور کرتا۔ ایک تو جماع کی تفصیلات کو مہذب الفاظ میں لکھدیتا۔ دوسرے عربی کے ان الفاظ و محاورات کو بدل دیتا جو کم علم لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں گے۔

اگرچہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ فقہ شریف اسلام کا قانون ہے۔ اور قانون میں الفاظ کی تہذیب کو قائم رکھنا اس قانون کی منشاء کو ادھورا کردینا ہے۔ جبتک مسلمان ان واقعات کو جو جماع کے سلسلہ میں بیان ہوئے ہیں انہی الفاظ میں نہ پڑھینگے جو

انکی بول چال میں ہیں یا جیسے بغیر بات کا مطلب سمجھنا مشکل ہے اس وقت تک روزہ کا مسئلہ سمجھ میں آنا مشکل ہوتا۔

فقہ کے خاص خاص محاورے علما میں مروج ہیں۔ ان کا عام فہم زبان میں ادا کرنا ان کو آسان نہیں ہے۔ مگر خدا کے فضل سے میں اردو زبان صاف لکھنے کا عادی ہوں اگر میں کوشش کرتا تو ان سب اصطلاحات اور محاوروں مطالب کو سلیس زبان میں سمجھا دیتا مگر میں دس روز سے سخت بخار میں مبتلا ہوں اور آج رمضان المبارک کی دس تاریخ ہو چکی ہے مجھے تو یہ کتاب رمضان سے پہلے شائع کردینی ضروری تھی مگر مجھے تبلیغی سفر اور کثرت کار کے سبب پہلے وقت نہ مل سکا۔ اس لئے میں مولانا کے رسالے کی نظر ثانی سے قاصر رہا۔

اگرچہ مولانا کی عام عبارت بہت آسان اور صاف ہے مگر فقہی اصطلاحات میں مجھکو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عربی کے غیر مانوس الفاظ زیادہ ہیں جو عوام کی سمجھ میں نہ آئیں گے

میں نے اس رسالہ کی خود صحت کی ہے لیکن جلدی اور بخار کے سبب یقیناً اس میں غلطیاں رہ گئی ہونگی جو خدا نے چاہا آئندہ اشاعت میں درست کردی جائیں گی والسلام۔ حسن نظامی

مفت تقسیم

اس کتاب کی پانچسو جلدیں جناب بیگم صاحبہ ریاست کوروائی سنٹرل انڈیا کے خرچ سے مفت تقسیم ہونگی۔ اور پانچسو جلدیں آمنہ بی بی نظامی مرحومہ بنت بابو سید محمد صاحب ٹھیکیدار ریجا کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے بلاقیمت مفت تقسیم کی جائیں گی جو لوگ واقعی قیمت ادا کرنے کی حیثیت نہ رکھتے ہوں وہ یہ کتاب بلاقیمت پتہ ذیل سے منگالیں۔ دفتر حلقہ مشائخ و نظامیہ تبلیغ دہلی (راقم حسن نظامی)

حضرت خواجہ صاحب کی تبلیغی کتابیں

اسلامی توحید ضخامت ۴۲ صفحے۔ اس رسالہ میں آیات قرآن مجید اور احادیث کے حوالوں سے غیر مذاہب کی توحید سے اسلامی توحید کو برتر ثابت کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں یہودیوں عیسائیوں زردشتیوں، ہندوؤں اور آریوں کے عقائد توحید کو بھی حوالوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

اسلامی رسول ضخامت ۳۶ صفحے۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اخلاق و حالات جمع کیئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے غیر مذاہب کے لوگوں پر آنحضرت کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ قیمت ۳ر

جانباز مسلم اس میں وہ واقعات جمع کیئے گئے ہیں جن میں مسلمانوں کی اسلام کی خاطر جان بازی کا تذکرہ ہے۔ کہ اُنہوں نے جانیں قربان کردیں۔ اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں۔ مگر اسلام سے مُنہ نہ موڑا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ اُردو میں دوسرا ایڈیشن چھپا ہے۔ قیمت ۳ر

تاکیدِ نماز اس کتاب کی مقبولیت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور ہندوستان کے باہر بھی اسلامی ملکوں میں اس کی مانگ ہے۔ قیمت ۳ر

اسلام کے ضروری عقائد ناواقف مسلمانوں کو اور ان لوگوں کو جو نئے مسلمان ہوئے ہوں اس کتاب کے مطالعہ سے بڑا فائدہ ہوگا۔ اور اُنہی کے لیئے خاص طور سے اسکو تیار کرایا گیا ہے لکھائی، چھپائی اور کاغذ اچھا قیمت ۲ر

کارکن حلقۂ مشائخ بک ڈپو دہلی سے طلب کیجیے

اسلام کیونکر پھیلا ضخامت ۳۲ صفحے - لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا۔ اس رسالہ میں مولانا سید سلیمان ندوی نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ لکھی ہے۔ آریہ سماج کے جھوٹ کا بے مثل جواب ہے

قیمت ۳ر

محمد کی سرکار یہ ایک نامور سکھ نے نہایت خلوص و محبت سے حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانح عمری اردو زبان میں لکھی ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔

یہ سکھ لندن میں اخبار ہند کے ایڈیٹر ہیں۔ اور یہ کتاب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنے اہتمام سے چھاپی تھی اور اس کی ایک روپیہ قیمت تھی مگر اب حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغی مقصد کے لیے اس کو شائع کیا ہے اور ٹائٹل نہایت خوبصورت رنگین لگایا ہے اور قیمت آدھی کم کرکے صرف ۸ر رکھی ہے۔

شامی جہاد ساڑھے پانسو صفحے کی کتاب ہے۔ لکھائی، چھپائی اچھی ہے مجلد بھی ہے غیر مجلد بھی۔ اس میں اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ان لڑائیوں کا تذکرہ ہے جو ملک شام اور بیت المقدس کی ابتدائی فتوحات میں پیش آئیں۔ ابھی حال میں حضرت خواجہ صاحب نے لکھکر شائع کی ہے۔ اس کتاب میں لاگت ڈیڑھ روپیہ فی کتاب کے قریب ہے۔ مگر قیمت بھی ڈیڑھ روپیہ رکھی گئی ہے کیونکہ اس سے تجارتی نفع حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ اس کو بجائے جھوٹے قصوں اور ناولوں کے تمام اسلامی گھروں میں رائج کرنا ہے۔ **قیمت ۱۸ر**

ملنے کا پتہ:۔ **کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو۔ دہلی**